REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT R.N.NO. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD.NO. P/GDP—3.

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

مسیح موعود نمبر

جلد ۲۷ — شمارہ ۱۱

ہفت روزہ بدر قادیان

شرحِ چندہ
سالانہ ——— ۱۵ روپے
ششماہی ——— ۸ روپے
ممالکِ غیر ——— ۲۰ روپے
فی پرچہ ——— ۳۰ پیسے

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائبین: جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

THE WEEKLY "BADR" QADIAN. Pin.143516.

۶ ربیع الثانی ۱۳۹۸ ہجری | ۱۶ امان ۱۳۵۷ ہش | ۶ مارچ ۱۹۷۸ ع

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۳ امان (مارچ) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل کے ذریعہ مورخہ ۸/۳/۷۸ کی اطلاع مظہر ہے کہ "طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے۔" الحمد للہ ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لیے دعائیں جاری رکھیں ۔

قادیان ۱۳ امان (مارچ) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع اہل و عیال و درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ الحمد للہ ؏

خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے اس زمانہ کا امام الزّمان میں ہوں

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں

یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیحِ موعود کہلاتا ہے وہ مجدّدِ صدی بھی ہے اور مجدّدِ الفِ آخر بھی !

ارشاداتِ عالیہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزّمان میں ہوں ۔ اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے پندرہ برس گذر بھی گئے ۔ (اب تو ستانوے برس گزر چکے ہیں۔ ناقل) اور ایسے وقت میں میں ظاہر ہوا ہوں کہ جب اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے ...... پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو چاہتے تھے۔ سو وہ حَکَم میں ہوں ۔ میں رُوحانی طور پر کسرِ صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دُور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں.......

میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حَکَم نہیں ہوں تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو ..... خدا تعالیٰ نے مجھے چار نشان دیئے ہیں

(۱)۔ میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظِلّ پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے ۔

(۲)۔ میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں ۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے ۔

(۳)۔ میں کثرتِ قبولیتِ دُعا کا نشان دیا گیا ہوں ۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے ....

(۴)۔ میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے ۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں ۔"

(ضرورۃ الامام صفحہ ۴۲ تا ۴۵)

"قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خُدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دُنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے ۔ اور ہدایت اور گمراہی کے لئے ہزار ہزار سال کے دَور مقرّر کئے ہیں .... اور اسی دلیل سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے ۔ کیونکہ اس تقسیم کی رُو سے ہزار ششم ضلالت کا ہزار ہے ۔ اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے ۔ اور چودھویں صدی کے سر تک ختم ہوتا ہے ۔ اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے ۔ اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزّمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں ۔ اور نہ کوئی مسیح ۔ مگر وہ جو اُس کے لئے بطور ظِلّ کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دُنیا کی عُمر کا خاتمہ ہے ۔ جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے ۔ اور یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعُود کہلاتا ہے وہ **مجدّدِ صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی** ۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۵ و ۶)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ؏

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۶؍امان ۱۳۵۷ ہش!

"وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اَور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا"

(المسیح الموعودؑ)

مذاہب عالم کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات کھُل کر سامنے آتی ہے کہ ہر مذہب نے اپنے اپنے رنگ میں ایک ایسے پُرفتن زمانے کے آنے کی خبر دی ہے جس میں انسان مذہب سے دُور چلا جائے گا۔ رُوحانی قدریں ختم ہو جائیں گی۔ لوگ دُنیا کے کیڑے بن کر طرح طرح کے گناہوں اور معاصی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ گناہوں اور معاصی کا ایک تُند سیلاب رواں ہوگا ایسے خطرناک دِنوں میں دینِ اسلام کے بیان کے مطابق امام مہدی اور مسیح موعود کے کے ذریعہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے سامان ہوں گے۔ اس مقدس وجود کے ذریعہ دُنیا میں ایسا رُوحانی انقلاب بپا ہوگا جس سے اسلام کو پھر سے سربلندی اور عالمگیر رُوحانی غلبہ حاصل ہوگا۔

اسلام کی طرح دیگر مذاہب نے بھی اپنے اپنے انداز میں ایک ایسے رُوحانی مُصلح اور ریفارمر کے مبعوث ہونے کی خبر دی ہے جس کے انفاسِ [illegible] اور تربیتِ خاصّہ سے لوگ گناہوں سے توبہ کرکے خدا سے اپنا تعلق [illegible] کریں گے۔

اسی کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی [illegible] العقول ترقی کے نتیجہ میں وسیع و عریض دُنیا سمٹ کر ایک شہر اور ایک محلے کی طرح ہو رہی ہے۔ ذرائع مواصلات میں زبردست سہولیات پیدا ہو جانے کے سبب درمیانی فاصلے ختم ہو کر دُنیا کا ایک حصّہ دوسرے حصّے سے بہت قریب آگیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آج کی دُنیا مادّی طور پر اجتماعیت اور وحدت کی طرف نہایت تیزی سے قدم بڑھا رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نوعِ انسان رُوحانی طور پر بھی ایک ہی رُوحانی وجُود کے گرد جمع ہو اور کسی طور کا مذہبی اور رُوحانی تفرقہ باقی نہ رہے۔

یہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ ہی ہیں جنہوں نے اِس زمانہ میں جہاں مُسلمانوں کے لئے امام مہدی کی حیثیت سے اُنہیں اپنی اِصلاح کرنے کی طرف متوجہ کیا۔ وہاں آپؑ نے جملہ اقوامِ عالم کے رُوحانی موعود ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ اور بلا تفریقِ مذہب و ملّت رُوئے زمین کے سبھی انسانوں کو نیک اعمال بجا لانے اور گناہوں سے تائب ہو کر خُدا کے حضور جُھک جانے کی تلقین کی۔ اِس طرح آپؑ نے اپنی رُوحانی دعوت کے ذریعہ گویا ساری دُنیا کو ایک ہی مذہبی اور رُوحانی پلیٹ فارم پر جمع ہو جانے اور اُمّتِ واحدہ بن جانے کی راہ بتائی۔

آپؑ کی پیدائش ۱۸۳۵ء میں قادیان کی مبارک بستی میں ہوئی اور اسی مقدس بستی سے آپ نے اپنی رُوحانی تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ اسی طرح ۱۸۸۹ء میں خُدا تعالیٰ کے خاص اِذن اور حُکم سے آپؑ نے جماعتِ احمدیہ کی بُنیاد رکھی۔ اور اپنے مشن کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ اور سب پر واضح کیا کہ رُوحانیت کا ہی وہ پلیٹ فارم ہے جس پر اِس زمانہ میں مختلف برِّاعظموں کے رہنے والے مختلف رنگوں اور نسلوں اور طبائع کے آدمیوں کا اتحاد ممکن ہے۔ اور یہی وہ اصل وقت ہے جبکہ سبھی بنی آدم آپس میں ایک برادری کے طور پر باہمی محبت و اُلفت کے ساتھ رہنے کا آغاز کر سکتے ہیں۔ جس کی تکمیل اس دُنیا کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے۔ اور ہر قسم کے مذہبی اور سیاسی جھگڑے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے ہیں۔ جس کی اس وقت دُنیا کو بڑی ضرورت ہے۔

جس وقت آپؑ نے اپنے اِس خُدا داد مشن کا آغاز فرمایا اُس وقت تمام دُنیا میں بالعموم اور مُلک ہند میں بالخصوص دینِ مسیح کا زور دار چرچا تھا۔ فاتح برطانوی حکومت کے زیرِ سایہ پادری لوگوں کی تبلیغی و ترغیبی کوششوں کے نتیجہ میں لاکھوں لاکھ نفوس بپتسمہ لے کر دینِ مسیحی میں شامل ہو چکے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ فلسفہ اور سائنس کے علومِ جدیدہ کے نئے نظریات و خیالات سے متاثر ہو کر بڑی تعداد میں لوگ مذہب سے برگشتہ ہو کر دہریہ اور منکرِ خُدا اور بے دین ہوتے جا رہے تھے۔ ایسے وقت میں مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ سچّے خُدا کے منادی اور حقیقی رُوحانیت کے علمبردار بن کر پبلک میں آئے اور خُدا کے حُکم سے آپؑ نے کمال ہمدردی اور خیرخواہی سے اپنے ہم وطن [illegible] کو بالخصوص اور ساری دُنیا کو بالعموم سچّے خدا کی طرف دعوت دی۔ زبردست دلائل کے ذریعہ دینِ مسیحؑ پر فتح پا کر اسلام کے زندہ اور خُدا نُما مذہب ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت کی ایک بڑی غرض کسرِ صلیب بھی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے دلائل کے اسلحہ سے مسلّح فرمائے گا جن کے ذریعہ صلیبی مذہب کا بطلان ثابت ہوگا۔ اور جو زبردست فتنہ مسیحی پادریوں نے اس زمانہ میں پھیلایا ہوگا اُس کے فرو ہونے کے سامان ہوں گے۔ چنانچہ اس محاذ پر اللہ تعالیٰ نے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو الہاماً یہ بتلایا کہ حضرت مسیح ناصریؑ وفات پا چکے۔ نیز یہ کہ صلیب پر اُن کی وفات نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی وُہ واقعہ صلیب کے بعد زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے کہ اس سے مسیحی پادریوں کے خیال کے مطابق اُن کی موت کو کفّارہ کا رنگ دیا جا سکے۔ بلکہ آپ اس موقعہ پر صرف بے ہوش ہوئے۔ مقبرہ میں جتنا وقت کپڑے کے اندر لپٹے رہے تو بھی آپؑ زندہ تھے۔ پھر جب آپؑ کے زخم قدرے مندمل ہو گئے تو آپ دشمنوں کے شر سے بچتے ہوئے یوروشلم سے خفیہ طور پر ایک لمبے سفر کو روانہ ہو گئے۔ تب آپ نصیبین اور افغانستان سے ہوتے ہوئے کشمیر میں وارد ہوئے۔ یہ وہ علاقے تھے جہاں بنی اسرائیل کے دس قبیلے پہلے ہی تتّر بتّر ہو چکے ہوئے تھے۔ اور آپ اُن تک بھی الٰہی پیغام پہنچانا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے یہ فریضہ بھی بطریقِ احسن سرانجام دیا۔ اور ۱۲۰ سال کی لمبی عمر پا کر سرزمینِ کشمیر میں وفات پائی اور سری نگر محلہ خانیار میں آپ مدفون ہوئے۔

ہم نے یہ بات ایک تسلسل کے ساتھ بڑے ہی اختصار کے ساتھ لکھ دی ہے۔ لیکن اِس بارہ میں ایک ایک بات پر زبردست عقلی و نقلی دلائل آپؑ نے پیش کئے اور ایسے نظریات دُنیا کے سامنے رکھے کہ آج اس پر پون صدی سے زیادہ وقت گزرتا ہے مگر یہ خیالات ایسے ہیں کہ ان پر اب خود مسیحی علماء اور یورپین محققین نے کتابیں لکھنی شروع کر دی ہیں۔ جن میں آپؑ کے پیش کردہ دلائل کو بیرونی شواہد سے تائید ملتی ہے۔

جیسا کہ ابھی بیان ہوا، جن دنوں میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ نے اپنے مشن کا آغاز کیا اُن دِنوں مسیحی پادریوں کا طوطی بولتا تھا۔ اور کسی کو اُن کے سامنے دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔ عام مُسلمان تو الگ رہے، مُسلم علماء کی یہ حالت تھی کہ پادریوں کی زبردست یلغار کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔ سر سیّد احمد صاحب (بانیٔ علیگڑھ یونیورسٹی) جیسے جیّد عالم بھی پادریوں اور علومِ جدیدہ کے فُضلاء کے اعتراضوں کا مُسکت جواب نہ پا کر محض معذرت خواہانہ پالیسی اپنانے لگے تھے۔ اور اسلام کی بہت سی اُصولی باتوں کی ایسی تاویلیں کرنے لگے تھے کہ اُن کو قبُول کر لینے کے بعد اسلام کا اصل ڈھانچہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مہتمم مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے الفاظ میں — "اس وقت مسلمانوں پر عام طور پر یاس و نا اُمیدی اور حالات و ماحول سے شکست خوردگی کا غلبہ تھا۔" (قادیانیت صلا)

اور یہی حالت مذہبی نقطۂ نظر سے ہندوستان کے دیگر اہلِ مذاہب کی تھی۔ وہ بھی پادریوں کی زبردست یلغار کا مقابلہ کرنے میں اپنے آپ کو گویا بے بس پا رہے تھے۔ ایسے وقت میں پادریوں کے ہر چیلنج کا جس شخص نے نہایت درجہ جرأت اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا وُہ تھے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیّدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ و مہدی موعود —!! پادریوں کے ساتھ دلائلِ قاطعہ و براہینِ ساطعہ کی جو زبردست اور کامیاب لڑائی آپؑ نے لڑی، اس کی تفصیل بہت طویل ہے۔ اس کا خلاصہ در خلاصہ مسیحؑ کی وفات کا ثبوت ایک ایسا کاری حربہ تھا جس نے مسیحیت کے قصرِ بلند کو مسمار کر دیا۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ نے آج سے ۸۷ سال قبل ۱۸۹۱ء میں برادرانِ اسلام کو بالخصوص اور اپنے دیگر ہم وطن بھائیوں کو بالعموم اس کارگر ہتھیار کو استعمال کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:—

"جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دوگے تو اُس دِن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دُنیا سے رُخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک اُن کا خُدا فوت نہ ہو اُن کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دُوسری تمام بحثیں اُن کے ساتھ عبث ہیں۔ اُن کے مذہب کا ایک ہی سُتون ہے۔

(باقی دیکھیے صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کیلئے ہر انسان کو خود کوشش کرنی پڑتی ہے کسی دوسرے کی کوشش کام نہیں آسکتی

خدا کا جو حقیقی بندہ قربِ الٰہی کو پانے کیلئے جدّوجہد اور ہدایت کی راہوں کو اختیار کرتا ہے طاغوتی طاقتیں اسکے رستہ میں روک نہیں بن سکتیں

اگر انسان کی کوشش خلوصِ نیت سے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوگی تو بشری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت دور کر دیگی

خدا کرے کہ ہم اس کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور اپنی غفلت کی وجہ سے دوری اور مہجوری کی راہوں کو اختیار کرنے والے نہ ہوں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۳ فتح ۱۳۵۶ ہش مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ

(الانشقاق آیت ۷)

اور پھر فرمایا:۔

اس مختصر سی آیت میں جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے بہت سی باتیں بیان ہوئی ہیں۔ اوّل یہ کہ انسان کو وصالِ الٰہی کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے یعنی جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے اُسے خود کوشش کرنی پڑتی ہے اور پورا زور لگا کر کرنی پڑتی ہے۔ گویا جب انسان

اللہ تعالیٰ سے وصال

اور اُس کی رحمتوں کو حاصل کرنے کے لئے پوری کوشش کرے گا تب اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے اُسے نوازے گا اور اپنی بقاء یعنی رضاء اور ملاقات کے سامان اس کے لئے پیدا کرے گا۔

دوسرے یہ کہ "کوشش کرنے" سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسان آزاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کے لئے کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے کوشش نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی کرے گا بھی تو ایسی کوشش بے نتیجہ ہوگی۔ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پانے کے لئے ہر انسان کو خود کوشش کرنی پڑتی ہے کسی دوسرے کی کوشش کام نہیں آسکتی۔

تیسرے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص خدا کے حضور عاجزانہ جھکتا ہے اور قربِ الٰہی کو پانے کے لئے ہدایت کی راہوں کو اختیار کرتا ہے اور خدا سے قریب تر ہونے کی جدّوجہد کرتا ہے۔ تو

خدا تعالیٰ کی قدرت

عظمت اور جلال غیر اللہ کو اس بات سے منع کرتے ہیں کہ وہ انسان کو اس کی کوشش سے باز رکھے یا اس کی کوشش کو ناکام بنا دے یعنی یہ اعلان کرے کہ اس کی کوشش ناکام ہوگی۔ ویسے شیطان اور اس کا گروہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں لیکن میں اس وقت شیطانی طاقتوں کی بات نہیں کر رہا۔ میں تو یہ بتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف کوئی شخص بلند ہو رہا ہو۔ وہ خدا کی راہ میں آگے بڑھ رہا ہو تو کسی اور کو یہ طاقت نہیں کہ وہ اس کی ٹانگ پکڑ کر پیچھے کھینچ لے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو طاغوتی طاقتیں ہیں خدا کے بندوں پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور ان کا کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب نہیں ہوتیں۔

چوتھے اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انسان کی ذمہ داری صرف

یہ ہے کہ وہ اپنی سی کوشش کر دکھائے۔ بات یہ ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجز بندہ جو کچھ بھی پیش کرتا ہے اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں اور جو تھوڑا بہت وہ پیش کرتا ہے وہ اس کی ملکیت ہی نہیں۔ مالک تو اللہ ہے اور انسان کے پاس جو کچھ ہے وہ بطور امانت کے ہے۔ اگر انسان کو یہ کہا جاتا کہ وہ خدا کی عظمتوں کے مطابق کوشش کرے یا اگر یہ کہا جاتا کہ خدائی جلال کے مدّنظر جتنی طاقت خرچ ہونی چاہیئے ہر انسان لقائے الٰہی کے لئے اتنی طاقت خرچ کرے تو کوئی ایک انسان بھی خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل نہ کر سکتا۔ اس لئے کہا یہ گیا ہے کہ اے انسان! (انسانوں میں سے ہر فرد مخاطب ہے) تو اپنے

دائرہ استعداد کے اندر

جتنی بھی کوشش کر سکتا ہے اتنی کوشش تجھے کرنی پڑے گی۔ تب خدا کا قرب تجھے حاصل ہوگا اور تیرے لئے وصل اور لقائے الٰہی کے سامان پیدا ہوں گے اگر تیری طاقتیں خدا اور غیر اللہ میں بٹ جائیں گی۔ اگر تو کچھ خدا کے حضور پیش کرے گا اور کچھ اللہ کے سوا دوسری ہستیوں کے سامنے پیش کرے گا۔ اگر تیرا سب کچھ خدا کے لئے نہ ہوگا تو پھر گویا تو نے اپنی خدا داد طاقت اور استعداد کے مطابق اپنا پورا زور نہیں لگایا اس لئے تیری تھوڑی سی کوشش

کَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ

کے مطابق نہیں ہوگی اور تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل نہیں کر سکے گا۔

پس ایک طرف فرمایا انسان کمزور ہے یعنی اس کے ساتھ بہت سی ایسی چیزیں لگی ہوئی ہیں جن کو بشری کمزوریاں کہتے ہیں اور جن کے نتیجہ میں انسان سے غفلتیں ہو جاتی ہیں مگر اس کے باوجود فرمایا کہ اگر انسان کی نیت پوری کوشش کرنے کی ہوگی اور وہ اپنی خامیوں کو دور کرنے کی بھی پوری کوشش کرے گا تب اس سے اگر کبھی غلطیاں، کوتاہیاں، گناہ، کمزوریاں یا سستیاں سرزد ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت ان کے اثرات کو دور کر دے گی۔ یعنی انسان کی جتنی طاقت ہے اگر اس کے مطابق اس کی کوشش ہوگی۔ اور بغیر فساد کے ہوگی اور خلوصِ نیت کے ساتھ ہوگی اور

خدا تعالیٰ کی محبت

میں ہوگی اور خدا کی محبت کے حصول اور اس کی رضا کے لئے ہوگی تو باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی تو کوئی قیمت [illegible] ساری کائنات ہی خدا تعالیٰ کے پیار کے ایک لمحہ پر قربان۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! جب تو [illegible] کرے گا تو تیری کوشش کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار تجھے مل جائے گا میں پھر تجھے

اللہ کے سوا ہر دوسری ہستی کو چھوڑنا پڑے گا۔ فرمایا ہم تجھے یہ بشارت دیتے ہیں کہ جب تُو کوشش کر رہا ہوگا تو دنیا کے اعلان یا ہم سے دُور لے جانے کی دُنیا کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ ہاں اگر تُو بدقسمتی سے خود ہی ان کی طرف مائل ہو جائے تو اس کا تُو خود ذمہ دار ہے لیکن اگر تُو خود مائل نہیں۔ اگر تو

كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا

کی رُو سے پُورا زور لگا رہا ہے تو پھر باوجود اس کے کہ خدا تعالےٰ کو پانے کے لئے اس کی عظمت اور اس کی قدرت کے لحاظ سے جو کوشش ہونی چاہیئے تیری طرف سے اتنی کوشش نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ تجھے خدا ہی نے یہ استعدادیں دی تھیں اور

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

کی رُو سے تیری استعداد سے زیادہ تجھ سے مطالبہ نہیں کیا جاتا اس لئے تیرے تھوڑے کو قبول کیا جائے گا۔ تیرے اخلاص کی وجہ سے، تیری انتہائی جدّوجہد کی وجہ سے، تیرے جذبہ کی وجہ سے، تیری محبت کی وجہ سے تیری اس کوشش کے نتیجہ میں کہ تُو خدا تعالیٰ کی محبت میں فانی ہونا چاہتا ہے اور تُو اپنا سب کچھ اس کے حضور پیش کر دینا چاہتا ہے تجھے ایک ایسا موتی مل جائے گا جو انمول ہے دُنیا میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔

پس ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم خدا تعالےٰ کے

وصل اور لقاء

سے محروم ہو تو تم خود ذمہ دار ہو کوئی اور اس کا ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ کسی [illegible] یہ طاقت نہیں دی گئی کہ وہ خدا کی محبت اور تمہارے درمیان حائل ہو [illegible] کسی کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ خدا تعالےٰ تم سے پیار کرنا چاہے اور [illegible]س میں روک بن سکے۔ خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والی طاقتیں [illegible] کر سکتی ہیں وہ یہی ہے کہ تمہاری کوشش کو کمزور کر دیں لیکن تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی کوشش کو کمزور نہ ہونے دو۔ تم خدا تک پہنچنے کے لئے پورا زور لگاؤ۔ خدا کی راہ میں قربانیاں دو اور اس کے دین کی خدمت کرو۔ تم خدا کی مخلوق کے ساتھ خیرخواہی کا سلوک کرو۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ ان کی خدمت کرو۔ ان کے حقوق ان کو دو کہ یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ اگر تم اپنی طرف سے اپنے دائرہ استعداد کے اندر انتہائی کوشش کرو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم نہیں کر سکتی۔

پس ایک طرف بشارت بڑی عظیم ہے مگر دوسری طرف ذمہ داری بھی بڑی عظیم ہے۔

ہر فرد کی اپنی ذمہ داری ہے

وہ کسی دوسرے پر الزام نہیں دھر سکتا کہ فلاں کی وجہ سے اسے خدا کا پیار نہیں ملا۔ اگر اسے خدا کا پیار نہیں ملا تو اس کی کسی اپنی کوتاہی کی وجہ سے نہیں ملا کیونکہ خدا کے پیار اور اس کے پیار کے درمیان جیسا کہ میں نے کہا ہے کسی اور کی طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ خدا پیار کرنا چاہے اور غیر اللہ میں سے کوئی ہستی اس پیار میں روک بن جائے۔ اس کائنات میں خدا نے انسان کو عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے اگر وہ خدا کا عبد بن جائے تو وہ ساری برکتیں اسے مل جاتی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ بنے یعنی عباد الرحمٰن میں شامل نہ ہو تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے کسی اور پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور نہ کسی اور کو مجرم قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی کا جرم ہے تو اس نے نقصان اٹھانا ہے اور اگر کسی نے کچھ پانا ہے تو اس نے پانا ہے — لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ہدایت پر اس نے خود قائم رہنا ہے۔ ساری دنیا بھی اگر خدا سے دُور ہو جاتی ہے اور ایک فرد واحد خدا کے حضور رجہ [illegible] رفعتوں کو حاصل کر رہا ہے تو ساری دُنیا کی دُوری اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی کو دیکھو

دعوئ نبوت سے پہلے

بھی آپؐ خدا کے حضور جو گریہ وزاری اور عبادتیں کرتے رہے وہ بتاتی ہیں کہ اُس وقت حقیقی معنے میں خدا تعالےٰ کا ایک ہی عبادت گذار بندہ تھا۔ آپؐ کے سوا ساری دنیا غفلت میں پڑی ہوئی تھی۔ کوئی تکبر میں پڑا ہُوا تھا۔ کوئی اباء اور استکبار میں پڑا ہُوا تھا۔ کوئی خدا کے خلاف بغاوت میں لگا ہُوا تھا۔ صرف وہی ایک بندہ تھا جو خدا کے حضور جھکا ہُوا تھا پھر اُس وقت جبکہ ہر انسان خدا سے دُور تھا، خدا نے اسی ایک بندے سے پیار کیا اور اتنا پیار کیا کہ کسی اور انسان کے حق میں نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا پیار کیا ہو یا کسی اور انسان کو خدا تعالےٰ کا اتنا پیار ملا ہو یا خدا تعالےٰ کی طرف سے اتنی نعمتیں ملی ہوں یا اتنی عزت قائم ہوئی ہو جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ پس وہ جو اکیلا تھا کروڑوں لوگ اس پر

درود بھیجنے والے

پیدا ہو گئے اور قیامت تک پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔

غرض یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان خود اپنا ذمہ دار ہے۔ کسی انسان کو خدا تعالیٰ کے پیار سے روکنے کی کوئی اور انسان طاقت نہیں رکھتا۔ اسے اگر پیار ملتا ہے تو

اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ

کے مطابق ملتا ہے اور اگر وہ خدا کے پیار سے محروم رہتا ہے تو اس محرومی کی ذمہ داری اس کے اپنے نفس پر ہے کسی اور پر نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میدان میں دنیا کے لئے جو اُسوۂ حسنہ قائم کیا ہے ہم اسے پہچانیں۔ اور اس پر عمل کریں تاکہ آپؐ کے رُوحانی فیوض ہمیں حاصل ہوں۔ آپؐ کی برکت سے ہم بھی خدا تعالےٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور ہم اپنی کسی کمزوری یا غفلت کے نتیجہ میں دُوری اور مہجوری کی راہوں کو اختیار کرنے والے نہ ہوں بلکہ قربِ الٰہی کے راستوں پر چلتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین

اخبارِ قادیان

• مؤرخہ ۲۳/۲ کو مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ریڈیو میکر درویش امرتسر اپنے کسی کام سے گئے ہوئے تھے۔ رکشہ میں سوار ہو کر اسٹیشن کی طرف آرہے تھے کہ ایک بس سے رکشہ ٹکرا گیا جس کے نتیجہ میں موصوف کے بائیں کندھے پر شدید چوٹ آئی۔ دو روز بعد مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سکریٹری کے ساتھ امرتسر جا کر ایکسرے وغیرہ لیا گیا بفضلہ تعالیٰ ہڈی تو محفوظ ہے البتہ اندرونی طور پر کافی چوٹ آئی ہے۔ احباب صحتِ کامل کے لئے دُعا فرمائیں۔

• مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب درویش کے چھوٹے بھائی مکرم عبد الوہاب شوکت صاحب مع اہل و عیال بعد زیارت مقامات مقدسہ مؤرخہ ۳/۳/۷۸ کو واپس لندن تشریف لے گئے۔ • مؤرخہ ۳/۷۸-۱۰ کو محترمہ امۃ الرشید حفیظ صاحبہ نیرہ مع اپنی بیٹی اور ایک لڑکے کے برمنگھم (انگلستان) سے زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائی ہیں۔ موصوفہ مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی درویش کی بھانجی ہیں۔

ولادت:— مکرم شیخ علی احمد صاحب سکریٹری مال جماعت احمدیہ ظہیر آباد کی چھوٹی بیٹی عزیزہ احمدی بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ انہوں نے اس خوشی میں درویش فنڈ میں ۵/- روپے۔ اعانت بدر میں ۵/- روپے اور شکرانہ فنڈ میں ۵/- روپے ادا کئے ہیں۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان

تقریر بر جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء

آخری قسط

جماعت احمدیہ کا دوسرے مسلمانوں سے فرق

از مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر

سامعین کرام! جماعت احمدیہ کا دوسرے مسلمانوں سے ایک اور نمایاں فرق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں خلافت علی منہاج نبوت قائم ہے اور دوسرے مسلمان خلافت کے قیام کے لئے ترس رہے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ ختم ہو گئی اور خلافت کو مسلمانوں نے ملوکیت کے رنگ میں رنگین کیا تو خلافت راشدہ کی بدولت مسلمانوں کی صفوں میں جو اتحاد و تنظیم تھی اور ایک عظیم عالمی قوم ہونے کی حیثیت سے انہوں نے دنیا کو مذہبی علمی تمدنی اخلاقی اعتبار سے جو متاثر کیا تھا تو وہ سب کا سب ختم ہو گئی اور مسلمان دینی و دنیوی اعتبار سے تنزل و انحطاط میں گرنے لگے۔ حتیٰ کہ دوسری جنگ عظیم میں جب ترکی کے سلطان عبد الحمید کی خلافت بھی اتحادیوں کے ہاتھوں ختم ہوئی تو شاعر مشرق علامہ اقبال نے آنسو بہائے اور ہندوستان میں احیائے خلافت کیلئے تحریک خلافت چلائی گئی مگر دیکھتے ہی دیکھتے اس خلافت نے بھی دم توڑ دیا۔ اب مختلف سربراہوں کی یہ کوشش ہے کہ ان میں کسی کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کر لیا جائے۔ حتیٰ کہ اب پاکستان میں بھی یہ صدائے بازگشت سنی جا رہی ہے کہ پاکستان میں خلافت کے نظام کو رائج کیا جائے لیکن یہ سب ان کی ایسی جھوٹی آرزوئیں ہیں جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہونگی۔ چنانچہ اسی اسی حسرت کا اظہار لاہور کے اخبار "تنظیم اہلحدیث" کے ایڈیٹر صاحب اپنے پرچے کی اشاعت ۱۲ دسمبر ۱۹۶۶ء میں یوں کیا ہے کہ "اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ بھی خلافت علی منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس ترینگے سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے۔"

بھائیو! آج کا مسلمان کس شدت سے خلافت کی نعمت عظمیٰ کی کمی کو محسوس کر رہا ہے وہ ہمارے لئے عبرتناک بھی ہے۔ اور سبق آموز بھی۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سورت نور کی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے جہاں خلافت کے قیام کا وعدہ فرمایا ہے وہاں واضح طور پر یہ بھی فرمایا ہے کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ یعنی خلیفہ خدا بنایا کرتا ہے اور یہ وعدہ تبھی پورا ہو سکتا ہے کہ جب مسلمانوں میں ایمان تقویٰ اور عمل صالح ہو اور وہ قرآنی ہدایات پر عمل پیرا ہوں۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ دوبارہ سلسلۂ خلافت علی منہاج نبوت جاری فرمائیگا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ سو وہ خلافت علی منہاج نبوت اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود کے بعد جماعت احمدیہ میں قائم ہو چکی ہے اور اب جماعت میں خلافت ثالثہ کا بابرکت دور چل رہا ہے۔ پس خلافت حقہ کی وجہ سے موجودہ عالم اسلام میں سوائے جماعت احمدیہ کے کسی بھی مسلمان فرقے کو یہ امتیاز حاصل نہیں جماعت احمدیہ کے سب افراد ایک واجب الاطاعت امام کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس پیروی اور قیادت کے نتیجہ میں آنحضرت کے فرمان کے تحت حقیقی معنوں میں جماعت کہلانے کے مستحق ہیں جن کو آنحضورؐ نے فرقہ ناجیہ قرار دیا ہے یہ بھی خلافت کی برکت ہے کہ آج جماعت احمدیہ میں وہی اتحاد وہی شیرازہ وہی تنظیم اور وہی منصوبہ بندی اور وہی روحانیت پائی جاتی ہے جو دور اول کے مسلمانوں میں پائی جاتی تھی۔ اور اسی بناء پر اس کو اسلام اور حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اہم خدمات دینیہ کی توفیق مل رہی ہے اور یہ الٰہی جماعت بڑی تیزی کے ساتھ اپنے نصب العین کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز اسی خلافت احمدیہ کی وجہ سے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا اور جب جماعت کے قیام پر ایک سو سال کا عرصہ پورا ہو جائے گا تو ہم جس اگلی صدی کا استقبال کریں گے وہ صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی اور یہ سب ایک واجب الاطاعت امام کی قیادت اور مرکزیت کی وجہ سے ہوگا۔ پس میں اس مقدس اجتماع میں اپنے احمدی نوجوانوں کو بالخصوص اور افراد جماعت کو عموماً یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اے احمدیت کے بردارو! اس خدائی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرو اور اس نظام خلافت کی بقا و تحفظ کیلئے اگر ہمیں کسی بھی چیز کی قربانی کرنی پڑے تو اس کے لئے ہم اور ہماری نسلیں تیار رہیں تا یہ نظام قیامت تک جاری و ساری رہے اور اسی آسمانی نظام سے آئندہ ہر قسم کی ترقیات وابستہ ہیں۔ پس گذشتہ تاریخ سے تجربہ حاصل کرنا اور اپنے تئیں ایسی باتوں سے بچانا جن کی وجہ سے مسلمان خلافت حقہ کی برکات سے محروم ہو گئے تھے ہم میں سے ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

حضرات! جماعت احمدیہ کا ایک اور فرق دیگر مسلمانوں سے "مسئلہ جہاد" کے بارے میں ہے ہمارے دوسرے مسلمان بھائی جہاد سے صرف اور صرف دین کے لئے جنگ و جدال سمجھتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلعم نے کفار کے بالمقابل جو تلوار اٹھائی تھی وہ صرف اس لئے کہ کفار نے بزور شمشیر اسلام کو نابود کرنا چاہا۔ اسی لئے خدا نے مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنی مدافعت میں تلوار اٹھائیں۔ جہاد کے بارے میں جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ اس زمانہ میں چونکہ امن و امان قائم ہو گیا ہے اور دینی احکام کی بجا آوری میں کوئی روک نہیں اور دشمنان اسلام بجائے تلوار و طاقت کے قلم کے ذریعہ حملہ آور ہیں اس لئے ہمیں بھی دین کی خاطر طاقت استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ پُر امن ذرائع سے جہاد بالقرآن اور جہاد بالقلم کرنا چاہیئے چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہاں اسقدر ہم ضرور کہیں گے کہ یہ دن دین کی حمایت کے لئے لڑائی کے دن نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے مخالفوں نے بھی کوئی حملہ اپنے دین کی اشاعت میں تلوار اور بندوق سے نہیں کیا۔ بلکہ تقریر اور قلم اور کاغذ سے کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے حملے بھی تحریر و تقریر تک ہی محدود رہیں۔ جیساکہ اسلام نے اپنے ابتدائی زمانہ میں کسی قوم پر تلوار سے حملہ نہیں کیا۔ جب تک پہلے اس قوم نے تلوار نہ اٹھائی۔ سو اس وقت دین کی حمایت میں تلوار اٹھانا نہ صرف بے انصافی ہے۔ بلکہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہم تقریر و تحریر کے ساتھ اور دلائل شافیہ کے ساتھ دشمن کو ملزم کرنے میں کمزور ہیں۔"
(ایام الصلح صفحہ ۵۱)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں) ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰؐ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التواء
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۶)

حضورؑ کے ان اشعار میں لفظ "اب" اور "التواء" قابل توجہ ہیں جو جماعت احمدیہ کے نقطہ نظر کی نمائندگی کرنے والے ہیں کہ اب یعنی موجودہ وقت میں دینی لڑائیوں کا نہ تو موقعہ ہے اور نہ ہی حاجت اس لئے دینی لڑائی ملتوی ہو گی جیساکہ حدیث بخاری میں مسیح موعود کے بارہ میں ذکر ہے کہ "يَضَعُ الْحَرْبَ" یعنی وہ دینی لڑائیوں کو موقوف کر دے گا۔ البتہ اگر کسی وقت اور کسی زمانہ میں دشمنان اسلام طاقت کے ذریعہ اسلام کو مٹانے کی کوشش کریں گے تو انشاء اللہ اس جہاد میں بھی سب سے آگے احمدی ہی ہونگے اور ہمارے مخالف علماء اس وقت منہ چھپاتے پھریں گے۔

پس جماعت احمدیہ ایک صلح پسند اور امن پسند جماعت ہے اور امن و آشتی ہی کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو جیت کر اسلام کو غالب کرے گی اور اپنے اس مقصد میں وہ مسلسل کامیابیوں سے ہمکنار ہوتی چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان کے مشہور مؤرخ و ادیب محمد اکرم صاحب ایم اے اپنی تاریخی کتاب "موجِ کوثر" کے صفحہ ۱۹۲ اور ۱۹۳ میں رقمطراز ہیں:۔

"احمدی جماعت کے فروغ کی ایک اور وجہ ان کی تبلیغی کوششیں ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے معتقدوں کا عقیدہ ہے کہ اب جہاد بالسیف نہیں بلکہ جہاد بالقلم ہے اور جہاد باللسان یعنی تحریری اور زبانی تبلیغ کا زمانہ ہے اور ان کے عقیدہ سے عام مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ آج جہاد بالسیف کی اہلیت نہ احمدیوں میں ہے اور نہ عام مسلمانوں میں ؏

طاقت جلوۂ سینا نہ تو داری نہ من

عام مسلمان تو جہاد بالسیف کے عقیدے کا خالی دم بھر کے نہ عملی جہاد کرتے ہیں اور نہ تبلیغی جہاد۔ لیکن احمدی ...... دوسرے جہاد یعنی تبلیغ کو ایک فریضۂ مذہبی سمجھتے ہیں اور اسی میں انہیں خاصی کامیابی ہوئی ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

بھائیو! یہی وہ جہادِ کبیر ہے کہ جس کے ذریعہ آج جماعتِ احمدیہ اپنے دلوں میں نوعِ انسان کی محبت کا جذبہ لئے قرآنی انوار سے تمام اکنافِ عالم کو منوّر کر رہی ہے اور دنیا کے بیشتر ممالک میں جماعت کے قدم نہایت مضبوطی کے ساتھ جم چکے ہیں اور آج ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں جو رُوحانی جنگ اسلام کے دفاع کے لئے حضرت خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناچیز غلام لڑ رہے ہیں اس جنگ میں اگلے مورچوں کو فتح کیا جا چکا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ دن جلد آئے گا جب دنیا کی اکثریت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر کرے گی اور ہم اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں یقین کرتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ کے قیام پر سو سال مکمل ہو جانے کے بعد ہم جس اگلی صدی کا استقبال کریں گے وہ انشاء اللہ غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی۔ اس تعلق میں جماعتِ احمدیہ نے جو تبلیغی مساعی سرانجام دی ہیں اس سے ساری دنیا واقف ہے دراصل یہی وہ جہادِ کبیر ہے۔

سامعین کرام! ایک اور بڑا نمایاں فرق جماعتِ احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں میں یہ ہے کہ جیسا کہ میں اپنی تقریر کی ابتداء میں اشارہ کر آیا ہوں سورہ جمعہ کی چوتھی آیت

وآخرین منھم لما یلحقوا بھم

کی روشنی میں مسیح مہدی (امام مہدی) علیہ السلام کو قبول کرنے کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نمونے پر قائم ہونے والی جماعت ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے مطابق یہ جماعت اس وقت قائم ہوئی جب مسلمانوں کے قلوب سے ایمان اُٹھ گیا وہ صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ گئے مسجدیں بظاہر نظر آتی ہیں مگر وہ ہدایت سے خالی ہیں اور علماء کی حالت بدترین مخلوق کی ہو چکی ہے اور یہ آج کی بات نہیں اٹھارویں صدی عیسوی سے مسلسل یہیم چیخ و پکار ہے اور مسلم قوم کی حالتِ زار پر رونا دھونا ہو رہا ہے عوام سے لے کر علماء تک کے سبھی طبقے خواہ ان کا تعلق کسی مکتبِ خیال سے ہو وہ کتاب کے بزرگ ہوں یا قلم کے شہسوار، تصوف کے پرستار ہوں یا علم کلام کے شیدائی سیاسی لیڈر ہوں یا غیر سیاسی، بے نوا فقیر ہوں یا جگلا بادشاہ بلا تفریق اُمّتِ مرحومہ کے مرثیہ خواں نظر آتے ہیں اور بزبانِ حال کہہ رہے ہیں کہ جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا ویسی ہی تاریکی اس وقت پوری شدت کے ساتھ اُبھر آئی ہے انہی باتوں کی

ترجمانی کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ ؎

یہ دور اپنے براہیمؑ کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الّا اللّٰہ

سو ایسے تمام مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنا کر ان کے اندر زندہ ایمان، تازہ عرفان اور روحِ خلوص و ایثار اور جذبۂ قربانی پیدا کرنے کے لئے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پایا جاتا تھا حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور حقیقت میں آپؑ نے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو صحابہ کے نمونے پر قائم ہوئی اسی کی طرف آپ کا الہام اشارہ کر رہا ہے کہ :-

چوں دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اور حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اسی لئے فرمایا ہے کہ ؎

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

حضرات! وہ اخلاقی قدریں جو مسلمانوں میں فی زمانہ مفقود ہو گئی تھیں جماعتِ احمدیہ نے ان تمام اخلاقی قدروں کو اس کفر و ضلالت و گمراہی کے زمانہ میں اپنا کر بتلا دیا ہے کہ قرآنی شریعت صرف عرب کے صحراؤں میں بسنے والوں بادیہ نشینوں کے لئے نہیں تھی بلکہ ساری دنیا کے لئے اور تمام قوموں اور انسانوں کے لئے یکساں قابلِ عمل تھی اور موجودہ ترقی یافتہ دور میں بھی قابلِ عمل ہے اور تا قیامت قابلِ عمل رہے گی چنانچہ جماعت کے اخلاص و ایمان اور صدق کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ :—

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں جو سچے دل سے میرے پر ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے وقت ایسے روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں میں اپنے ہزارہا بیعت کنندگان میں ایسی تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیرو ان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال سمجھتا ہوں۔ اور ان کے چہروں پر صحابہؓ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے پھر بھی میں ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا۔ مگر دل میں خوش ہوں"۔

(الحکم جلد ۷ ص۱۶ و ص۱۷)

حضرات! یہ تو اس وقت کی بات تھی جبکہ مہدی معہود نے اپنی زندگی میں جماعت کو دیکھا تھا مگر آج آپ کی دعاؤں کے طفیل ہزار نہیں، لاکھ نہیں بلکہ لاکھوں ایسے فدائیان اور مخلصینِ جماعت اور ایسے مقدس اور پیارے انسان نظر آئیں گے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نمونہ ہیں اور جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا ہے کہ آج کچھ جماعت... کے اندر علاوہ... سینکڑوں مجددین نظر آئیں گے۔ پس یہ ایک پاک تبدیلی ہے اور اسی کی بناء پر غیر از جماعت بھی اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوئے علامہ اقبال نے لکھا ہے کہ :-

"میری رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیری ذات نے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے اور ہماری تعلیم کا مقصد ہونا چاہیئے کہ اس نمونے کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت پیشِ نظر رکھیں۔ پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں"۔

(ملتِ بیضاء پر ایک عمرانی نظر ص۱۸)

علامہ نیاز فتحپوری نے یوں اقرار فرمایا ہے کہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ انہوں نے (یعنی جماعت احمدیہ نے) یقیناً اخلاقِ اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی کہ جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبیؐ کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔ (رسالہ نگار لکھنؤ ماہ نومبر ۱۹۵۹ء)

سامعینِ کرام! جماعتِ احمدیہ نے صرف ٹھیٹھ اسلامی اقدار کو ہی نہیں اپنایا بلکہ روحانی اعتبار سے بھی مسیح مہدی کے انفاسِ قدسیہ کے طفیل وہ خدا نما وجود بن گئے اور تجلیاتِ الٰہیہ کے نور سے ان کے قلوب منوّر ہو گئے اور اپنی زندگیوں میں ایسا انقلابِ عظیم برپا کیا کہ خدا کی رحمتوں، برکتوں، اور فضلوں کے دروازے ان پر کھولے گئے اس جماعت میں ایسے لاکھوں افراد موجود ہیں جن کا اپنے خالق و مالک سے زندہ تعلق ہے وہ صاحبِ کشوف و رؤیا اور شرفِ مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہیں یہ سب برکتیں آقا و مطاع حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور عشق و محبت سے ہی حاصل ہو رہی ہیں۔ اور اس زمانہ میں جماعتِ احمدیہ کا تمام مذاہبِ عالم کو یہ چیلنج ہے کہ اگر انہیں اسلام کے بالمقابل تعلق باللہ کا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعویٰ میں وہ سچے ہیں پھر جماعتِ احمدیہ کے مقابل پر دعاؤں کی قبولیت میں مقابلہ کریں اگر وہ حق پر ہیں تو خدا ان کی دعاؤں کو قبول کرے گا۔ چنانچہ ابھی حال میں عیسائی مبلغ ڈاکٹر بلی گراہم امریکہ سے ہندوستان آئے اور انہوں نے کلکتہ۔ حیدر آباد۔ مدراس کا دورہ کیا انہیں اسلام کے بالمقابل قبولیتِ دعا کا چیلنج دیا گیا مگر ان میں اتنی بھی جرأت نہ ہوئی کہ اس کا جواب ہی دیتے لیکن ہمارا تجربہ یہی ہے کہ کوئی اس مقابلہ پر ٹھہر نہیں سکتا سچ ہے کہ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

پس مسیح مہدی کے پروانوں نے اپنی پاک زندگیوں کو موجودہ دور میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے زندہ خدا، زندہ مذہب، زندہ نبی اور زندہ کتاب ہونے پر بطور ثبوت اور گواہ کے پیش کیا جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح نے اپنی بعثت کا مقصد واضح کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :-

"خدا نے مجھے بھیجا ہے تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو میں زمین و آسمان کو گواہ رکھ کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے مردے زندہ ہو رہے ہیں

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء)

بھائیو! کیا یہ عجیب بات نہیں کہ اس زمانہ میں جبکہ چاروں طرف شرک و بدعت، رسم و رواج دین سے دوری کلامِ الٰہی سے بے پرواہی اور غیرتِ دینی کی کمی نظر آ رہی ہے مگر مسیح مہدی علیہ السلام نے اس کے باوجود ایک ایسی جماعت پیدا کر دی کہ باوجود تعلیمیافتہ ہونے کے، جس کی سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں جو اشاعتِ اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کو تمام دنیوی ترقیات پر مقدم کر کے قربانی کر رہے ہیں ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت اور ان کے اعمال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی عظمت کو ظاہر کر رہے ہیں۔

باقی صفحہ ۱۲ پر

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۷۷ء

احمدیت کا روشن مستقبل

محمد حفیظ بقاپوری

(مندرجہ عنوان سے جلسہ سالانہ قادیان میں خاکسار کی تقریر تھی جو جلسہ سالانہ کے تیسرے روز مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۷ء کو آخری اجلاس میں ہونی تھی۔ مگر بوجہ علالتِ طبع خاکسار تقریر کے لئے خود حاضر نہ ہو سکا۔ البتہ میرا تیار کردہ مضمون عزیزم مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ کلکتہ نے پڑھ کر سُنایا فجزاہُ اللہ تعالیٰ۔ مضمون کے افادی پہلو کے پیشِ نظر اسے مسیح موعودؑ نمبر کی خصوصی اشاعت میں مکمل طور پر درج کیا جاتا ہے (محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر)

اس وقت مجھے احمدیت کے روشن مستقبل کے متعلق کچھ کہنا ہے۔ آج سے کم و بیش ۷۰ سال کی بات ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی میں دو امریکن سیاح اور اُن کے ساتھ ایک امریکن لیڈی حضرت اقدس علیہ السلام کی ملاقات کیلئے قادیان آئے۔ انہوں نے حضورؑ کی صداقت کے نشانات اور آمد کے مقاصد پر کئی ایک سوالات کئے جن کے حضورؑ نے بالتفصیل جوابات دیئے۔ اور نشانات کے ضمن میں حضورؑ نے ان کی اتنی دُور سے آمد کو بھی اپنی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

"آپ لوگ خود میری صداقت کا نشان ہیں۔ ۲۶ برس پہلے جبکہ اس گاؤں میں میں ایک غیر مشہور انسان تھا اور کوئی ذریعۂ اشاعت اور شہرت نہ رکھتا تھا خدا نے میری زبان پر ظاہر کیا کہ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ دُور دُور سے لوگ تیرے پاس چل کر آئیں گے۔ اب دیکھو آپ لوگوں کو اس پیشگوئی کا علم نہیں اور پھر بھی آپ اسے پورا کرنے والے ٹھہرے۔ شاید اگر آپ کو معلوم ہوتا تو...... اس کے پورا کرنے میں تامّل کرتے۔ مگر خدا کو جو کچھ کرانا منظور تھا وہ کرا دیا۔ امریکہ سے دُور کونسا مُلک ہو سکتا ہے جہاں سے چل کر لوگ میرے پاس آتے اور پھر ایسی جگہ جہاں کوئی بھی دلچسپی کا سامان نہیں"

(اخبار بدر ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء)

معزز حضرات! یہ ۷ اپریل ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے۔ آج اس پر کم و بیش ۷۰ برس گزر رہے ہیں۔ قادیان اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی شہرت ساری دنیا میں پہلے سے کہیں بڑھ چکی ہے۔ اس کا زندہ ثبوت قادیان میں آنے والا ہر وہ شخص ہے جو احمدیت کی آواز کو سُن کر اس کا رُخ کرتا ہے اور خاص طور پر ہمارے غیر ملکی بھائی جن میں سے چند ایک نمائندوں کی تقاریر آپ نے جلسہ کے تینوں روز سُنیں اور اب بھی سُن چکے ہیں۔ اس سال کے جلسہ سالانہ قادیان میں ہندوستان کے مختلف اطراف سے سینکڑوں آنے والوں کے علاوہ امریکہ۔ کینیڈا۔ فجی۔ ٹرینیڈاڈ۔ برطانیہ۔ ماریشس وغیرہ سے ۷۵ کے قریب تشریف لائے ہیں۔ اُن کے علاوہ جماعت کے دُوسرے مرکز ربوہ میں تو بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے ایسے احباب کی گنتی اس سے کئی گُنے زیادہ ہے۔ جو نہ صرف انفرادی طور پر جلسہ میں شمولیت کی غرض سے آرہے ہیں۔ بلکہ وفود کی صورت میں احمدیت کے ساتھ والہانہ محبت و عشق کے جذبہ سے سرشار ہزاروں ہزار میل کی مسافت طے کر کے پہنچ رہے ہیں۔

آج سے ستر برس قبل سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جس طرح دو امریکن سیاحوں کی آمد کو اپنی صداقت کا زندہ نشان قرار دیا۔ اور فی الواقع وہ عظیم نشان تھے تو اس وقت مجھے بھی کہنے دیجئے کہ قادیان کے جلسہ سالانہ اور ربوہ کے جلسہ سالانہ میں ان سبھی غیر ممالک سے اس خاصی تعداد میں تشریف لانے والے اصحاب احمدیت کے روشن مستقبل کا ناقابلِ انکار ثبوت اور زندہ نشان ہیں۔

(۱)

جس عظیم الشان پیشگوئی کو آج سے ستر برس قبل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امریکن سیاحوں کے سامنے اپنی صداقت کا زندہ نشان قرار دیتے ہوئے ذکر فرمایا یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور کتاب براہین احمدیہ میں شائع شدہ موجود ہے۔ اور آج سے ۹۵ سال قبل ۱۸۸۲ء کی ہے۔ اس کے الہامی الفاظ خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بشارت دیتے ہوئے الہاماً فرمایا

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔
یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ
یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ
یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ وَوَسِّعْ مَکَانَکَ۔

(تذکرہ۔ ایڈیشن دوم صفحہ ۵۰-۵۲-۵۳)

خبردار ہو کہ خدائی مدد تجھ سے قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دُور کی راہ سے تجھے پہنچے گی۔ دُور دُور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اور اس کثرت سے تیری طرف لوگ آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو اُن سے بدخُلقی نہ کرے۔ اور تجھے لازم ہے کہ اُن کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور فرمایا وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنے والوں کا بہت ہجوم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائے گا۔ پس تو اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا۔ اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ اور اپنے مکان کو وسیع کرلے۔

اِس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ اپنی کتاب سراج منیر میں تحریر فرماتے ہیں:-

"سُبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے سترہ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی کبھی" (تذکرہ صفحہ ۵۳)

(۲)

۱۸۸۲ء کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے بعد اس سے بھی آٹھ سال پہلے کی ایک عظیم القدر خواب سُنیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۷۴ء کی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اُونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اُس نے مجھے دیا اور کہا "یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

اس بارہ میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ

"یہ اس زمانہ کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دُنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے۔ اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آکر آباد ہوئے ہیں"

اِس رُؤیا میں واضح رنگ میں مرکزِ سلسلہ کو آباد کرنے والے مخلصین کی بھاری جماعت عطا کئے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ جو اب روزِ روشن کے طور پر پُورا ہو رہا ہے۔ قادیان میں بھی اور ربوہ میں بھی۔

(۳)

۱۸۸۳ء میں حضورؑ کو بزبانِ انگریزی ان الفاظ میں الہام ہُوا۔

I love you. I shall give you a large party of Islam.

مَیں تجھ سے محبت کرتا ہُوں۔ مَیں تجھے ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔

(تذکرہ صفحہ ۱۰۷)

دو فقروں کے اس عظیم الشان الہام میں جہاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا۔ وہاں اس کا ثبوت اس طور پر ظاہر ہونے کی اطلاع دی کہ آپ کو ایک بڑی جماعت مُسلمین کی عطا ہوگی۔ اگرچہ اس الہام کے عام معنے تو یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کی جماعت کو بہت بڑھائے گا۔ جو اپنی جگہ نہایت شان سے پُورا ہو رہا ہے۔ وہاں اس کا ایک دُوسرا پہلو بھی ہے جو بڑا ہی ایمان افروز بھی ہے۔ میں سمجھتا ہُوں کہ انگریزی زبان میں الہام ہونے میں اِس طرف بھی لطیف اشارہ ہے کہ ایسے ممالک میں جہاں انگریزی مادری زبان ہے یا رابطہ کی زبان ہے۔ ان ممالک کے اصل باشندے آپؑ کے متبعین کے ذریعہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوں گے۔ اور اس طرح ان کے ذریعہ بھی حقیقی مُسلمانوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہو کر جماعتِ احمدیہ کو عالمگیر وسعت حاصل ہوگی۔

اِس تشریح کی تائید حضورؑ کے اُس کشفہ سے بھی ہوتی ہے۔ کہ جس میں حضورؑ نے اپنے آپ

کو لندن میں تقریر کرتے دیکھا۔ اور اس کے بعد حضورؑ نے سفید پرندے پکڑے ہیں جن کا مطلب یہی لیا گیا ہے کہ سفید نسل کے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوں گے۔

(۴)

چوتھے نمبر پر اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں مندرج بہت سی عظیم الشان بشارتوں اور پیشگوئیوں کے ضمن میں وہ زبردست بشارتیں ہیں جو حضورؑ کے متبعین کے بارے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو الہام کے ذریعہ بشارت دیتے ہوئے فرمایا:-

"خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مُسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروزِ قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا اُنہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ بحسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے..... اور وہ وقت آتا ہے قریب ہے کہ خُدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

۱۸۹۱ء میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:-

"مَیں تجھے زمین کے کناروں تک عزّت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔ اور تیری محبّت دلوں میں ڈالوں گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۹۱)

اس سے بھی بہت پہلے ۱۸۶۸ء میں یعنی آج سے ٹھیک ۱۱۰ برس پہلے کی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

"مجھے اللہ جلّ شانہٗ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا۔ اور مجھے اس نے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

پھر فرمایا:- یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہوں گے۔ اور اُن کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اسی قوم کی ہو گی --- پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھائے بھی گئے۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے۔"

(۵)

پانچویں نمبر پر ۱۸۹۸ء کے وہ الہامات سماعت فرمائیں جو جماعتِ احمدیہ کے زبردست روشن مستقبل کی خبر دیتے ہیں:-

لاہور میں الہام ہُوا:-

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" (تذکرہ صفحہ ۳۱۲)

پھر حضورؑ نے اپنے مشن میں کامیاب و بامُراد ہونے کے بارہ میں ایک موقعہ پر بشارتِ الٰہی کی بناء پر فرمایا

مخالف ہماری تبلیغ کو روکنا چاہتے ہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ نے میری جماعت ریت کے ذرّوں کی طرح دکھائی ہے۔ ایک دوسری روایت میں الفاظ اس طرح بیان ہوئے ہیں:-

"مَیں اپنی جماعت کو رشیاہ کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔"

(تذکرہ صفحہ ۸۱۰)

احبابِ کرام! آپ نے عظیم الشان بشارتوں کے کچھ نمونے سُنے جن میں مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیّدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے جماعتِ احمدیہ کے روشن مستقبل کی خبر دی۔ آپؑ نے آج سے ۷۰ سے ۱۱۰ برس پہلے کی خدا کی باتیں سُن کر اندازہ کر لیا ہوگا کہ اس عرصہ میں کس طرح اُن باتوں کا ایک حصہ روزِ روشن کی طرح پُورا ہو کر ایک مسلّمہ حقیقت کے طور پر سب کے سامنے آچکا ہے۔ وقت اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کی تفصیل بیان کی جائے۔ البتہ یہ بات تو واضح ہی ہے کہ جب یہ باتیں قبل از وقوع بتائی گئیں اُس وقت نہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پاس کوئی حکومت یا ظاہری طاقت تھی اور نہ ہی ایسے اسباب ہی حاصل تھے جن کو کام میں لاتے ہوئے حضورؑ اپنی کوئی ذاتی کوشش یا سعی سے اِن باتوں کو پُورا کر سکتے۔ پھر اُن میں سے بیشتر ایسی باتیں ہیں جن میں کسی انسان کی اپنی کوشش اور طاقت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مثلاً دُنیا کے کناروں تک حضورؑ کی آواز اور تبلیغ کا پہنچایا جانا۔ اور پھر اس تبلیغ کے نتیجہ میں ہزاروں ہزار میل دُور فاصلہ پر بسنے والے لوگوں کے دِلوں کو حضورؑ کی طرف مائل کر دینا۔ مائل بھی اس رنگ کا کہ اُن کے دِلوں میں نہایت درجہ محبّت اور فدائیت کا جذبہ پیدا ہو جانا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب اس قادر و توانا ہستی کا کام ہے جس کو دُنیا کے انسانوں کے دلوں پر بھی تصرفِ تام حاصل ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جس کی طرف خود حضرت مہدی علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں واشگاف الفاظ میں اشارہ کرتے ہوئے اس کو اپنی سچائی اور صداقت کا نشان قرار دیا۔ چنانچہ حضورؑ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "فتحِ اسلام" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اِس لئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یوروپ اور امریکہ کے دِلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن مجید سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہونا ضروری ہے تا دِلوں کو حق کی طرف پھیریں۔ سو تم اِس نشان کے منتظر رہو۔ اگر فرشتوں کا نزول نہ ہُوا اور اُن کے اُترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دُنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جُنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہ ہُوا...... لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں تو تم انکار سے باز آؤ۔ تا تم خدا کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔"

(فتحِ اسلام صفحہ ۱۳ حاشیہ)

قبل اس کے کہ مَیں اس کی کسی قدر تشریح کروں، اسی نوع کا ایک اور واضح کشفی نظارہ اور اس کی شاندار عملی تعبیر سُنئے۔ یہ کشفی نظارہ حضورؑ نے ۱۹۰۳ء میں دیکھا جس کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:-

"مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحرِ زخّار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو اُلٹا بہنے لگا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۴۸۲)

اس رُویا میں حضورؑ کو مغربی اقوام پر آنے والے غیر معمولی سیاسی و مذہبی تغیّر اور دِلوں میں بپا ہونے والے ایک عظیم انقلاب کا نقشہ تصویری زبان میں بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ آپ نے سُنا یہ ۱۹۰۳ء کا رُویا ہے اس پر آج پون صدی گزر گئی ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ آج ویسے حالات بالکل نہیں رہے جو آج سے پَون صدی پہلے تھے۔ سیاسی نقطۂ نظر سے بھی اور مذہبی خیالات و رجحانات کے لحاظ سے بھی۔

ایک وہ وقت تھا جب مغربی اقوام دھاوا بول کر مشرق کو لُوٹنے آرہی تھیں۔ اور اس حصّۂ دُنیا کو اپنی نوآبادیاں بنانے میں مصروف تھیں --- مگر اب حالات یکسر بدل چکے ہیں۔ آج نہ صرف یہ کہ مشرقی دُنیا بیدار ہو چکی ہے بلکہ اس نے مغربی اقوام کے سیاسی تسلّط کا جُوا اپنی گردنوں سے اُتار پھینکا ہے۔ انہیں اپنے مُلکوں سے نکال باہر کیا ہے اور ترقی کی دَوڑ میں اُن کے مقابلہ میں ڈٹ گئی ہیں --- مذہبی پہلو سے دیکھیں تو وہ بھی یکسر بدل چکے ہیں۔ انیسویں صدی عیسوی وہ تاریخی زمانہ ہے جبکہ مغربی اقوام کے سیاسی تسلّط کے ساتھ ساتھ مسیحی پادری مشرقی ممالک اور افریقہ میں دینِ مسیح کو پھیلانے کی غرض سے فوج در فوج چلے آ رہے تھے۔ اُن کی زبردست یلغار کے سامنے نہ تو مُسلم علماء کو دم مارنے کی گنجائش تھی نہ کسی دُوسرے مذہب کے عالم کو۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ لاکھوں لاکھ نفوس تو خود ہمارے مُلک میں بپتسمہ لے کر عیسائی بن چکے تھے..... مگر اب صورتِ حال اس کے بالکل اُلٹ ہو چکی ہے۔ مغربی اقوام کے سیاسی تسلّط کے خاتمہ کے ساتھ ہی مسیحی پادریوں کا وہ غلغلہ بھی جاتا رہا ہے۔ اب انہیں پہلے جیسی مقبولیت اِس جگہ نہیں رہی۔ دُوسرے یہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے عِلمِ کلام نے جو خاص طور پر دینِ مسیح کی خامیوں کو طشت از بام کرنے اور مسیحیت کے بُنیادی اُصولوں مثلاً الوہیتِ مسیح، مسیح کی صلیبی موت، اور کفّارہ بن جانے کا ابطال خود ان کی مُسلّمہ کتب اور تاریخ کے مستند حوالوں سے ثابت کیا۔ اور واضح کیا کہ حضرت مسیح کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی۔ بلکہ بے ہوشی کی حالت میں صلیب پر سے اُتار لئے گئے۔ کچھ روز ایک قبر نُما کمرے میں آرام پانے اور زخموں کے مندمل ہو جانے کے بعد آپ نے خفیہ طور پر یروشلم سے نصیبین کے راستے علاقہ کشمیر تک کا ایک لمبا سفر کیا۔ حتیٰ کہ ۱۲۰ سال کی عمر پا کر سری نگر محلہ خانیار کشمیر میں مدفون ہوئے۔ ...... حضورؑ کی طرف سے پادریوں کا اِس طور سے زبردست معقولی مقابلہ دوسرے لفظوں میں کسرِ صلیب کہلاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپؑ نے دلائل کے ذریعہ مسیحی پادریوں کے اُس بنیادی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا جس کی وجہ سے پادری لوگ، عوام الناس کو ورغلاتے تھے۔ یعنی یہ کہ تُم لوگ بس یہ عقیدہ رکھ لو کہ یسوع مسیح ہمارے گُناہوں کو اپنے ذمّہ لیکر خود صلیب پر مر گئے۔ اس طرح تم اپنے گُناہوں سے نجات پا جاؤ گے --- جب حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے زبردست عقلی و نقلی دلائل سے یہ ثابت کر دکھایا کہ حضرت عیسیٰ مسیح پر سے

ہے صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ طبعی موت مرے تب اُن کا گناہ گاروں کے لئے کفّارہ بن جانا بھی بے معنی قرار پاتا ہے۔ ایسے زبردست دلائل کا اثر نہ صرف ہمارے اپنے مُلک میں خاطر خواہ طور پر ہُوا۔ بلکہ افریقی ممالک میں تو اب ایسی صورتِ حال بن گئی ہے کہ مسیحی پادری احمدی مبلّغین کے مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے وہاں سے اپنا بوریا بستر گول کر رہے ہیں۔ اور وہاں کی لوکل آبادی دھڑا دھڑ مشرف بہ اسلام ہو رہی ہے۔ ان میں سے نمائندہ افراد کا آپ خود اِس جلسہ سالانہ میں عینی مشاہدہ بھی کر رہے ہیں۔

اِس کے علاوہ مغرب سے مشرق کو بہنے والے پُرپیچ دریا کا یکدم مشرق سے مغرب کو رُخ بدلنے کی ایک صورت یہ بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اور ایک دُنیا اس پر زندہ گواہ ہے کہ بجائے مغرب سے مسیحی مشنری مشرق کو فوج در فوج آنے کے اب خدا کے فضل و کرم سے احمدی مبلّغین توحید کا علَم ہاتھ میں لئے مشرق سے مغرب کو جا رہے ہیں۔ اِس طرح ان ممالک کے اصل باشندوں کو مشرّف بہ اسلام کر رہے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اس محاذ پر احمدیت کو جو کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں وہ کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ زندہ نشان اور معجزانہ رنگ رکھتی ہیں۔ بالخصوص جبکہ مسیحی مشنریوں کو تو منظم حکومتیں سپورٹ کرتی ہیں۔ لیکن احمدیہ جماعت کے پاس نہ تو ایسی کوئی سیاسی طاقت ہے اور نہ ہی پیٹرول وغیرہ سے حاصل شدہ مال و دولت کے ذخائر۔ البتہ جماعت احمدیہ کے پاس مخلصینِ جماعت کے سینوں میں دھڑکنے والے وہ دِل ہیں جو اسلام و احمدیت کے لئے ہر قسم کی مالی و جانی قُربانیاں دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں اُن کی ایسی مخلصانہ ذاتی قُربانیوں ہی کے وہ شاندار نتائج ہیں۔ جن سے ساری دُنیا میں ایک خاص تنظیم کے ماتحت خدمت تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآن مجید کا عظیم کام عالمگیر سطح پر سرانجام دیا جا رہا ہے۔

بھائیو! آج سے ۸۹ برس پہلے ایک نحیف مگر خدا سے تائید یافتہ آواز اِس مقدس بستی قادیان سے بلند ہوئی۔ (قادیان اُس وقت کوردہ تھا) یہ آواز پہلے پنجاب میں پھر ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں، پھر ہندوستان کی حدود سے نکل کر آہستہ آہستہ دُوسرے برِّاعظموں۔ ایشیا۔ امریکہ۔ افریقہ۔ یورپ اور جزائر میں بہت ہی اثر انگیز طریق سے گونجنے لگی۔

جماعت کی تمام تر ترقی کی وجہ یہی ہے کہ یہ لوگ ایک رُوحانی وجُود کے ہاتھ پر جمع ہوئے ہیں۔ جسے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہے۔ پہلے خود حضرت بانی جماعتِ احمدیہ کا اپنا مبارک ہاتھ تھا۔ ۱۹۰۸ء میں حضورؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں خلافتِ حقہ اسلامیہ کا نظام جاری ہُوا۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ بابرکت نظام تا قیامت جاری رہے گا۔ اسی کی بابرکت اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ قیادت سے بیرونی ممالک میں ایک تنظیم کے ماتحت دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور قرآنِ عظیم کی اشاعت کا کام جاری ہُوا۔ اور اب تک خدا کے فضل سے ایک طرف یورپین ممالک میں متعدد مقامات پر احمدیہ تبلیغی مشن کُھل چکے ہیں۔ احمدیہ مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ تو دوسری طرف یہی سلسلہ مختلف جزائر اور امریکہ اور افریقہ کے عظیم برِّاعظموں میں کامیابی سے جاری ہے۔ اُن لوگوں کی اپنی زبانوں میں قرآنِ عظیم کے تراجم شائع کئے جا کر خدا کے کلام سے اُنہیں رُوحانی غذا کے سامان فراہم کئے جا رہے ہیں ــــ!!

برِّ اعظم افریقہ جسے کسی زمانہ میں تاریک برِّاعظم کہا جاتا تھا اور مغربی طاقتوں نے برسوں اسے اپنی نوآبادیاں بنائے رکھا، ان ممالک کی دولت کو خوب لُوٹا۔ اس کے باشندوں کو دینِ مسیح کا پیرو بنانے میں بڑی کوشش کی۔ مگر ۵۵ سال کا عرصہ ہُوا جب ۱۹۲۲ء سے جماعت احمدیہ کے مبلّغین، اسلام کا زندگی بخش اور انسانی شرف اور حقیقی مساوات کا پیغام لے کر وہاں پہنچے اور بڑی جانکاہی سے افریقی باشندوں میں حق کی تبلیغ کا مجاہدہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے افریقی بھائیوں کے دِلوں کو اسلام کے لئے کھول دیا۔ وہ جوق در جوق حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے۔ خدا کا یہ خاص فضل ہی ہے کہ اب تک اِن علاقوں میں لاکھوں کی تعداد میں عیسائیوں اور بے مذہب لوگوں کو مشرف بہ اِسلام کیا جا چکا ہے۔ اِس طرح خدا کے مسیح کو جو وعدہ دیا گیا تھا کہ

I love you. I shall give you a large party of Islam.

یہ وعدہ بروزِ روشن کی طرح پُورا ہو رہا ہے اُن ممالک میں صدہا احمدیہ مساجد۔ بیسیوں تبلیغی مشن قائم ہو چکے ہیں۔ کئی سکول اور کالج جماعت کی طرف سے چلائے جا رہے ہیں۔ اب تو کئی ہیلتھ سنٹرز بھی کھولے جا رہے ہیں۔ تا افریقی پسماندہ اقوام کو روحانی سلامتی کے ساتھ ساتھ ان کی جسمانی صحتوں کا بھی کما حقہٗ خیال رکھا جائے۔ مدارس میں رُوحانی علوم کے ساتھ متداول دُنیوی تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام ہے۔

افریقی ممالک کے علاوہ خود مغربی ممالک جہاں سے کسی وقت مسیحی مناد مشرق میں تثلیث پھیلانے جوق در جوق آیا کرتے تھے۔ اب وہاں کی صورتِ حال پہلے سے بالکل برعکس ہے۔ اِدھر سے اُدھر مبلّغین و مبشّرینِ اسلام کی جماعتیں روانہ ہو رہی ہیں جو اہلِ یورپ کو توحید کا درس دیتے ہیں۔ مساجد تعمیر کراتے ہیں۔ جن کے مناروں سے پنجگانہ نمازوں کے وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا بلند ہوتی ہے کسی وقت یہ ممالک تثلیث کے مرکز سمجھے جاتے تھے۔ اُن کے باشندوں کا توحید کی طرف متوجہ ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو جانا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ مگر احمدیت کی برکت سے یہ انہونی بات ہو رہی ہے ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار!

اور وہ دن دُور نہیں جبکہ خدا کے وہ تمام وعدے اپنی پُوری شکل کے ساتھ پُورے ہوں گے۔ دُنیا کی کثیر آبادی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو کر ان ممالک میں گویا احمدیوں ہی کی حکومت ہوگی۔ اِس طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کا وہ کشف ظاہری رنگ میں بھی پُورا ہوگا۔ کہ بہت سے ملوک اور اُمراء اِس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ اور وُہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اب تک جو کچھ انقلاب آیا وہ بھی محض خدائی تقدیر و تصرف اور حسبِ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام، فرشتوں کی فوجوں کی مدد سے ظاہر ہُوا۔ اور آئندہ بھی جو نمایاں انقلاب بپا ہونے والا ہے اس کی عملی صورت بھی اسی نوع کی ہوگی۔ کسی طرح کے جبر و تشدد کی نہ تو ضرورت پڑے گی اور نہ ہی اسلام کی دوسری بار ترقی اور رُوحانی سربلندی کے لئے ایسی ظاہری طاقت کی کوئی ضرورت ہی ہے۔

دوستو! ہمارا یقین ہے کہ اب تک جو زبردست تبدیلی دِلوں میں رُونما ہوئی ہے اور احمدیت اور اس کے مرکز کی طرف ایک دُنیا کا رجوع ہونے لگا ہے تو اس کی تہہ میں خدا کی وہ مخفی تقدیر ہی کام کر رہی ہے جس کے ماتحت عین وقت پر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ رُوحانی اصلاح کے لئے مبعوث ہُوا۔ اس نے ان حالات کے رُونما ہونے سے پہلے واشگاف الفاظ میں خبر دی تھی کہ اِس طرح حالات میں تبدیلی آئے گی۔ چنانچہ آپ خود اس کے ایک حصہ کا بچشمِ خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اس لئے کیوں نہ یہ یقین کیا جائے کہ دُنیا کے اندر جو کوئی بھی تبدیلی ہو رہی ہے خواہ سیاسیات میں یا اقتصادیات میں یہ سب تبدیلیاں درحقیقت ابتدائی کڑیاں ہیں۔ دِلوں کے اندر بپا ہونے والی اس بڑی رُوحانی تبدیلی کی جس کے لئے حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ اور احمدیت کا پَودا لگایا گیا۔ جماعتِ احمدیہ کا روایتی اندازِ تبلیغ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ دلائل کے ساتھ قائل کیا جائے۔ پیار و محبت کے ساتھ دُنیا کے دِل جیتے جائیں۔ خدا کا فضل ہے کہ جماعت عالمگیر سطح پر لوگوں کے دِل جیتنے اور پیار و محبت کے ذریعہ اُنہیں جماعت کی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو رہی ہے۔

احمدیت کا روشن مستقبل بیان کرنے کے سلسلہ میں اس کی شدید مخالفت کا ذکر بھی نہایت ضروری ہے۔ اس لئے کہ بعض ناواقف لوگ احمدیت کی وقتاً فوقتاً شدید مخالفت کو دیکھ کر حیران ہونے لگتے ہیں۔ حالانکہ رُوحانی سلسلوں کے ساتھ ساتھ مخالفتوں کا اُٹھنا بھی اُن کی سچائی کا زبردست نشان ہُوا کرتا ہے۔ کیونکہ مخالفت کرنے والوں کو اُس جماعت میں ایک خاص قسم کی زندگی اور سب پر چھا جانے کی غیر معمولی قوت نظر آتی ہے۔ اِس لئے وہ ایسی جماعت اور سلسلے کی مخالفت پر کمربستہ ہو جایا کرتے ہیں۔ مگر ان کی مخالفت رُوحانی جماعت کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ آپ گزشتہ انبیاء کی تاریخ پڑھیں۔ رشیوں مُنیوں کی ہسٹری کا مطالعہ کریں۔ جس قسم کی مخالفت آج احمدیہ جماعت کی ہو رہی ہے سوائے نبیوں، رسولوں اور اُن کی جماعتوں

کے اور کبھی نہیں ملتی۔ اس لئے یہ بات دعویٰ سے کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح ہر زمانہ کے رشی منی اور نبی و رسول کی اس کے ابتدائی دور میں شدید مخالفت ہوئی اُن کی جماعتوں نے مخالفت کے ماحول میں ہی ترقی اور عروج کی طرف قدم بڑھایا۔ احمدیت کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اور ہونے والا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رُوحانی جماعتوں کے لئے مخالفت کے حالات اُن کو نیست و نابود کرنے کے لئے نہیں بلکہ اُن کو زیادہ مضبوط بنانے کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ آج تک احدیت کو جو عالمی اثر و نفوذ اور عالمگیر فروغ اور ترقی حاصل ہوئی اس میں مخالفت کا بڑا دخل رہا ہے۔ جب بھی جماعت کی منظم مخالفت ہوئی جماعت کو اندرونی استحکام حاصل ہوا اور بیرونجات میں بھی اس کی شہرت دُور دُور تک پھیلی۔ لوگوں نے اس کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دی۔ اور حق کی جستجو میں لگ گئے۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ شدید مخالفت بھی احمدیت کے روشن مستقبل کی ایک زبردست دلیل ہے۔

بھائیو!

مَیں نے آپ کو احمدیت کے روشن مستقبل کے بارہ میں الٰہی بشارتوں کے کچھ نمونے سنائے۔ اور اس پُر امن رُوحانی انقلاب کی کسی قدر تفصیل بھی بتائی جو احمدیت کے ذریعہ اندر ہی اندر ساری دُنیا میں بپا ہو رہے ہیں۔ اب مَیں اپنی تقریر کو ختم کرنے سے قبل ایک حوالہ تو خود مرکزِ سلسلہ قادیان کی زبردست ترقی اور بہت بڑا شہر بن جانے کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ایک کشف کی روشنی میں سُنانا چاہتا ہوں۔ اور اس کے بعد حضرت اقدس کی تحریرات کے صرف دو اہم اقتباس سُناؤں گا جو احمدیت کے روشن اور تابناک مستقبل کی عظیم الشان خبروں پر مشتمل ہیں۔

قادیان کے غیر معمولی طور پر ترقی کر جانے اور ایک بہت بڑا اور بارونق شہر بن جانے کے بارہ میں ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں فرمایا:-

"ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا۔ اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے اُونچی اُونچی دو منزلی چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اُونچے اُونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں۔ اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور اُن کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دُوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں ٹم ٹم۔ فٹن۔ پالکیاں۔ گھوڑے شکرمیں۔ پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے"۔

(تذکرہ ص ۴۳۳)

قادیان کی ابتدائی حالت کا اس وقت کی حالت سے مقابلہ کریں اور دیکھیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی باتیں بتدریج پُورا ہونے کے سامان ہو رہے ہیں۔ ریل۔ پختہ سڑکیں۔ ٹیلیفون۔ بجلی۔ کارخانوں کا جاری ہونا اور اب تو پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی کہ مذہبی دیہات اور شہروں کی طرف زیادہ توجہ دی جائے، قادیان کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔

اس مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت ہی جامع طریق پر حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ؎

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پُوری ہوئی بعد از مرورِ روزگار

اس کے بعد جماعت کے شاندار روشن مستقبل کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے دو اقتباس پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔

پہلا اقتباس حضورؑ کی اُس جلیل القدر کتاب "فتحِ اسلام" کا ہے جو دیکھنے میں تو ایک مختصر رسالہ ہے لیکن جو مضمون اس میں بیان ہوا ہے، وُہ ہزاروں صفحات کی ضخیم کتاب سے بھی بھاری ہے۔ آج سے ۸۷ سال پہلے حضورؑ نے اپنی اس کتاب میں اپنوں اور غیروں کو مخاطب کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی بالآخر عظیم رُوحانی فتح اور رُوحانی غلبہ کی خوشخبری غایت درجہ پُر یقین الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"سچائی کی فتح ہوگی، اور اسلام کے لئے پھر سے اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پُورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کیلئے نہ کھو دیں۔ اور اعزازِ اسلام کیلئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔!! یہی موت ہے جس سے اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دُوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے......!"

(فتح اسلام صفحہ ۷)

اسی طرح ایک چھوٹے مگر عظیم القدر رسالہ "تجلیاتِ الٰہیہ" میں حضورؑ احمدیت کے روشن مستقبل سے متعلق خدائی وعدوں کا پُر از یقین انداز میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خُدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دِلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام دُنیا میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نُور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھُولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پُورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دِن پُورا ہوگا"۔

(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۱-۲۲)

پس یہ ہے احمدیت کا وہ روشن مستقبل جس کی طرف احمدیت کا قافلہ نہایت کامیابی کے ساتھ بتدریج آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ اور بالآخر اُس منزل کو حاصل کر لے گا جس کا تعین مذکورہ الٰہی بشارتوں اور پیش خبریوں میں کیا گیا ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

کشمیر میں قبر مسیح کا سوال کیسے پیدا ہوا؟

از: مکرم شیخ عبد القادر صاحب - (۱۱۵ ستم پارک نواں کوٹ لاہور)

اس عنوان سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب "قبر مسیح" میں لکھتے ہیں:-

"بعض دوست سوال کرتے ہیں کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر دی گئی تھی کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ اس کے متعلق کوئی وحی یا الہام تو مجھے نہیں ملا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ابتداء اس کی یوں ہوئی کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجلس میں بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ میں آیت کریمہ

وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ -

پر غور کر رہا تھا اور اس پر غور کرتے ہوئے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ مقام ایسا ہے جیسے کشمیر" گویا یہ انعقاد اس تحقیق کا سنگ بنیاد ہے حضرت اقدس کے اپنے الفاظ میں "یہ امر مجھ پر کھول دیا گیا"۔ (ملفوظات جلد اول ص ۳۲)

بہرکیف حضرت اقدس اس اُمید میں تھے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہاماً بھی بتایا جائے گا۔ کچھ عرصہ گزرنے پر حضور کو ایک اعلیٰ درجہ کا رؤیا ہوا۔ جس میں کوئی آمیزش نہیں تھی۔ اس سے یہ امر روشن ہوگیا۔ کہ کشمیر میں کسر صلیب کا سامان موجود ہے اپنے وقت پر اس کا انکشاف ہوگا۔ اس رؤیا کا پس منظر اور تفصیل بھی حضور نے بیان فرمائی۔

"۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء بروز سہ شنبہ فجر کی نماز کے بعد فرمایا کہ نماز فجر سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خرید لی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے جو اس میں دفن ہوگا بہشتی ہوگا پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کسر صلیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کہ کچھ پُرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں۔

مَیں نے تجویز کیا کہ کچھ آدمی وہاں جائیں اور وہ انجیلیں لائیں تو ایک کتاب ان پر لکھی جائے یہ سُن کر مولوی مبارک علی صاحب تیار ہوئے کہ مَیں جاتا ہوں مگر اس مقبرہ بہشتی میں میرے لئے جگہ رکھی جائے مَیں نے کہا کہ خلیفہ نورالدین کو بھی ساتھ بھیج دو"

یہ خواب حضرت اقدس نے سنایا اور فرمایا کہ:-

"اس سے پیشتر میں نے تجویز کی تھی کہ ہماری جماعت کی میتوں کے لئے ایک الگ قبرستان یہاں ہو۔ سو خدا تعالےٰ نے آج اس کی تائید کردی۔ اور انجیل کے معنے ہیں بشارت کے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے کہ ان کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے۔ اور جو شخص وہ کام کرکے لائے گا وہ قطعی بہشتی ہوگا"

مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد حضرت اقدس حسب معمول مسجد کے شمال مغربی کونہ میں بیٹھ گئے۔ اور فجر کی خواب پر حضرت اقدس اور اصحاب کبار تذکرہ کرتے رہے حضور نے فرمایا کہ

کشمیر میں مسیح کی قبر معلوم ہونے سے بہت قریب ہی فیصلہ ہو جاتا ہے اور سب جھگڑے طے ہو جاتے ہیں اگر فراست نہ بھی ہو تو بھی یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ آسان بات کون سی ہے۔ اب آسمان پر جانے کو کون سمجھے جو باتیں قرین قیاس ہوتی ہیں وہی صحیح نکلتی ہیں۔

آج تک خدا کے اعلام سے اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ (مگر اب خود ہی اللہ تعالےٰ نے بتلا دیا۔) اب تحریزی تو ہوئی ہے۔ اُمید ہے کہ کچھ اور امور بھی ظاہر ہوں گے۔ عادت اللہ اسی طرح ہے۔

یہ خواب بالکل سچا اور اس کے ساتھ کسی طرح کی آمیزش نہیں ہے۔ مجھے اس وقت خواب میں معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا عظیم الشان کام ہے جیسے کسی کو لڑائی پر جانا ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ ہماری فراست نے خطا نہیں کی۔ یہ عقدہ اللہ تعالےٰ حل کر دے تو صدہا برسوں کا کام ایک ساعت میں ہو جائے اور عیسائیوں اور ان مولویوں کے گھروں میں ماتم پڑ جائے۔

ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور پھر تو سارے انگریز رجوع باسلام ہو جائیں فرمایا:-

دنیا میں ایک حرکت ہے اس کی مثال تو یہ ہے کہ جیسے تسبیح کا (دھاگہ ٹوٹ کر) ایک دانہ نکل جائے تو باقی بھی نہیں ٹھہرتے۔ خواہ پادری پیٹتے ہی رہ جائیں تمام انگریز ٹوٹ پڑیں گے۔ اللہ کے داؤ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین

حضرت اقدس کی یہ ساری تقریر ملفوظات جلد چہارم ص ۲۱۷ تا ص ۲۱۹ پر موجود ہے اس انکشاف سے ظاہر ہے کہ

○ حضرت اقدس ایک عرصہ سے انتظار میں تھے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ امر ظاہر ہو آج تک خدا کے اعلام سے اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر اس رؤیا صحیحہ صادقہ کے ذریعہ خود اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ یہ تحقیق صحیح ہے۔

○ یہ خواب بالکل سچا ہے یہ ایک ... کا رؤیا ہے اس کے ساتھ کسی طرح کی آمیزش نہیں ہے۔

○ اناجیل کشمیر کو لانے کی مہم کوئی معمولی بات نہیں۔ بڑا عظیم الشان کام ہے جیسے کسی کو لڑائی پر جانا ہوتا ہے۔

○ نظام وصیت اور بہشتی مقبرہ کے ساتھ اس انکشاف کا ایک خاص تعلق ہے کسر صلیب اور نظام وصیت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

○ جب یہ انکشاف بپایہ تکمیل پہنچے گا تو بہشتی مقبرہ میں ایک قطعہ ان جرنیلوں کے لئے مخصوص ہوگا جو اس عظیم الشان مہم کو سر کرنے والے ہوں گے۔

○ یہ انکشاف دنیا کے ہر مذہب میں ایک انقلاب پیدا کر دے گا۔ انگریز اس تحقیق کی طرف مائل ہوں گے وہ اس جستجو میں گویا ٹوٹ پڑیں گے۔

○ انیس سو سال کا جھگڑا ایک ساعت میں طے ہو جائے گا۔

○ حضرت مسیح کو آسمان پر بٹھانے والے حیران و ششدر رہ جائیں گے کہ یہ کیا ہوگیا؟ ان کے گھروں میں ماتم پڑ جائے گا۔

دوستوں کو مبارک ہو کہ اس تحقیق کے مبادیات ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

(۱)

سب سے اوّل علماء مغرب کے دل میں یہ معلوم کرنے کی تحریک پیدا ہوئی کہ حضرت مسیح کی عبرانی انجیل کیا ہوئی؟

مورخ عالم ٹائن بی نے ایک عظیم الشان کتاب تصنیف کی ہے۔ اس کے ایک مقالہ میں لکھا ہے کہ دوسری صدی میں ہندوستان میں عبرانی انجیل موجود تھیں۔ عیسائیت کا صفِ اوّل کا عالم و فلاسفر جو کہ خود عبرانی نسل سے تھا۔ انیسویں صدی عیسوی میں ہندوستان کے عبرانی عیسائیوں کی دعوت پر سکندریہ سے ہند میں وارد ہوا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہندوستان میں عبرانی انجیل موجود ہے۔ اس عظیم الشان انکشاف پر پردہ ڈالنے کے لئے آباد کلیسیا نے یہ کہانی وضع کر دیا کہ عبرانی انجیل برتلمائی حواری ہند میں چھوڑ آئے تھے یہ دراصل متی کی انجیل تھی۔ لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ برتلمائی سرے سے ہندوستان گئے ہی نہیں۔ وہ حجاز و عرب میں گھومتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹائن بی ... نہ برتلمائی کی روایت کا ذکر ہے بلکہ اصل بات بیان ہوتی ہے۔ کہ دوسری صدی میں سکندریہ سے ایک عظیم فلاسفر اور عالم ہند گئے۔ وہاں کے عیسائیوں کے پاس عبرانی انجیل موجود تھی۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو ٹائن بی کی مرتبہ کتاب (دی کروسی بال آف کرسچینٹی ص ۲۲۲)

چوتھی صدی میں جیروم ... کا ایک نسخہ والیسی پر وہ فلاسفر سکندریہ میں لے آیا۔ اس نادر نسخے کو چرچ نے ایسا غائب کیا کہ اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔

(۲)

عبرانی انجیل کے ساتھ شمال مغربی ہندوستان افغانستان اور ایران میں مسیح کے ماننے والوں کی موجودگی کا قطعی و یقینی ثبوت ملنا چاہیئے تھا۔ الحمد للہ! ایک انکشاف کے ذریعہ یہ ثبوت بھی مل گیا ہے۔ ایران میں ساسانی دور اوّل کے کچھ کھچے ہوئے نقوش والے کتبے پڑھے گئے ہیں یہ کتبے تیسری صدی کے آخری ربع کے ہیں۔ ان میں لکھا ہے سلطنت ایران میں جہاں بدھ ہیں۔ برہمن ہیں وہاں "ناصرا" فرقہ کے لوگ بھی ہیں ان کے باقاعدہ مراکز ہیں۔ کرسچین کا بھی ذکر ہے جو کہ مغرب کے عیسائیوں کو کہا گیا کیونکہ اس دور میں شام تک ایران نے فتوحات حاصل کیں انطاکیہ کے عیسائی قیدی بنا کر ایران میں لا کر بسائے گئے۔ انجیل میں ہے کہ انطاکیہ میں عیسائی سب سے اوّل کرسچین کہلائے۔ (اعمال ۱۱/۲۶) گویا ناصرا مشرقی عیسائیوں کو کہا گیا اور کرسچین مغربی عیسائیوں کو

اس کتبہ میں ہند و افغانستان کے عیسائیوں کو ناصرا کہا گیا یہ مسیح ناصری کے عیسائی تھے۔ کتبات ایران کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو - THE HE-RITAGE OF PERSIA BY RIC-HARD.N.FRYE.P.220, 286.

(۳)

ناصرا فرقہ کے آثار مل گئے ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ آج بھی ایران و افغانستان کی سرحد پر ہرات کے علاقے میں آباد ہیں وہ مسلمان ہو گئے ہیں لیکن خود کو مسلمان ناصری کہتے ہیں۔ ان کا دعوٰے ہے کہ ہمارے پاس اصل انجیل موجود ہے۔ جس کی رو سے حضرت مسیح کشمیری کہلاتے تھے۔ وہ صلیب سے بچائے گئے بلادِ شرقیہ کی طرف ہجرت کر کے آگئے ہرات میں بھی ٹھہرے ان کا آخری مستقر کشمیر تھا۔ یوز آسف آپ ہی تھے۔ انکے سلسلہ میں اب بھی ساٹھویں خلیفہ ہیں لیکن ان کے بقول آخری زمانے میں یہ انکشاف مقدر ہے۔ اس وقت یہ فرقہ اُبھر کر دنیا کے سامنے آجائے گا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

AMONG THE DERVISHES BY MICHAEL BURKE.

(۴)

یہ امر بھی ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح

علیہ السلام نے کشمیر میں جو کلیسیا بنائی اس میں صلحاء کا ایک قبرستان تھا۔ جس میں دعاؤں کے چراغ جلائے جاتے قرونِ وسطیٰ کے صحیفہ یوز آسف پر روس میں بہت تحقیق ہوئی ہے۔ ڈاکٹر رودن نے روسی زبان میں ترجمہ کیا اس نے یوز آسف کی وصیت کا ترجمہ بایں صورت کیا ہے۔

یوز آسف نے اپنے شاگرد کو وصایا کیں اور کہا:۔

"میں نے ایک معبد (یا کلیسیا) کا پتہ دیا۔ اس کی نگہداشت کی اسے سجایا اور مرنے والوں کے لئے اس میں چراغ روشنی کئے اور ایمان والوں کی جماعت کو جو منتشر تھی متمتع کیا۔ اور انہی کے لئے میں بھیجا گیا تھا۔"

اس حصے کا انگریزی ترجمہ ڈی ایم لانگ نے اپنی کتاب

WISDOM OF BALAHAR.

میں پیش کیا ہے۔

وصیت یوز آسف کے مذکورہ اقتباس سے ظاہر ہے کہ یوز آسف نے سری نگر میں صلحاء بنی اسرائیل کے لئے ایک کلیسیا بنائی اس نظام میں غالباً قبرستان بنایا ہوا تھا جس کی تزئین کرنے اور اس میں مرنے والوں کے لئے چراغ جلانے کا ذکر ہے۔ یوز آسف اسی قبرستان میں دفن ہیں۔ اسی صحیفہ یوز آسف میں اس فرستادہ کے کلام کو لبشریٰ کہا گیا۔ انجیل لبشریٰ کا ترجمہ ہے۔ انجیل کا مواد اس صحیفہ میں منتشر ہے۔ یہ بات بڑی عجیب تھی اولیاء کشمیر اس قطعہ میں دفن ہونے کی تمنا رکھتے تھے۔ اور بعض دفن بھی ہوئے۔ مثلاً سید نصیر الدین جو کہ امام موسےٰ رضاؑ کی آل سے تھے یوز آسف کے پہلو میں دفن ہیں۔ اسی طرح مصر سے آمدہ ایک سفیر بھی یہیں کا ہو کر رہ گیا اور اسی قبرستان میں دفن ہوا۔ اس پس منظر میں غور کریں نظام وصیت بہشتی مقبرہ اور اناجیل میں ایک روحانی تعلق ہے۔ جو کہ مزید شواہد ملنے پر واضح سے واضح تر ہو جائے گا۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ صحیفہ یوز آسف میں انجیل کے گلہائے رنگا رنگ موجود ہیں جو کہ چُنے جا سکتے ہیں۔

حضرت مسیح کی تعلیمات، تمثیلات، مکاشفات اس صحیفہ میں جا بجا ملتے ہیں۔ اس صحیفہ کے اوراق سے کشید انجیل کا کام ابھی باقی ہے آج سے ایک ہزار سال پہلے کی شیعہ کتاب

اکمال الدین واتمام النعمۃ

میں ہے کہ ۲۶۴ھ تک کشمیر میں تورات انجیل اور زبور موجود تھے لوگوں کے فیصلے اس کے مطابق ہوتے اس زمانہ کے راجہ کے چالیس مصاحب صحف سماوی کے عالم تھے۔ (اکمال الدین صفحہ ۲۷۲-۲۷۳) غانم ہندی ان میں شامل تھا عبرانی میں غنم (غنم) کے معنے فتویٰ دینے کے ہیں۔

مہاراجگان کشمیر کے پاس بھوشن پران کا ایک پرانا نسخہ محفوظ تھا۔ ۱۹۱۰ء میں اسے بمبئی سے شائع کروایا گیا اب بھارت میں اس کا ہندی ترجمہ بھی شائع ہو گیا اس پران میں نہ صرف حضرت مسیحؑ کی آمد ہندوستان کا ذکر ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح ہمالہ دیش میں۔ نیگما کی طرف سے دعوت دیتے اور اس کتاب کی دعائیں کرتے تھے نیگما کے معنے الہامی صحیفہ کے ہیں۔

پروفیسر ڈی ڈی کوسامبی نے اس لفظ کا ترجمہ

HOLY BOOK

کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مُراد ہندو صحیفہ نہیں بائیبل ہے۔ گویا حضرت مسیح کی انجیل ہمالہ دیش کی وادیوں میں محفوظ تھی اس کی مناجات یہاں گونجتی تھیں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رابرٹ گریوز کی کتاب

Jesus in Roome. 76-77

لمحہ فکریہ

اناجیل کشمیر کا انکشاف اپنے وقت پر ہو گا۔ اسکے مبادیات پر غور کریں یہ رؤیا جس کے ساتھ کوئی آمیزش نہیں تھی انشاء اللہ پوری ہو گی۔ حضرت مسیحؑ کا قائم کردہ مقبرہ پورے طور پر منکشف ہو گا۔ اس عظیم الشان مشن پر "قافلہ مبارک" باب لُد کی طرف جا رہا ہے تاکہ دجالیت پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ اسلام اور توحید اسلام کیلئے راہ صاف ہو جائے۔ اسکے لئے شبانہ روز دعاؤں کی ضرورت ہے۔ نظامِ وصیت میں پروئے ہوئے مومنوں کیلئے اللہ تعالےٰ نے کسر صلیب کا کام مقدر کیا ہے۔

یہ کتنا بڑا اعزاز ہے

نظامِ وصیت

کے ہر رکن کو یہ اعزاز مبارک ہو

مختلف مقامات پر جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلعم و مصلح موعودؓ

۱- جماعت احمدیہ کلکتہ

مورخہ ۱۹ر فروری بروز اتوار صبح ساڑھے نو بجے مسجد احمدیہ کلکتہ میں زیر صدارت محترم سید محمد نور عالم صاحب احمدی امیر جماعت کلکتہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا گیا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے بعد عزیزم ریحان احمد سلمہ نے درثمین سے نظم پڑھ کر سنائی۔

پہلی تقریر مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے سیکرٹری تبلیغ کی بنگلہ میں تھی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چند اہم واقعات بیان کئے۔ بعدہٗ مکرم ناصر احمد صاحب بانی سیکرٹری وصایا نے نظم پڑھ کر سنائی۔ دوسری تقریر مکرم منیر احمد صاحب بانی سیکرٹری تحریک جدید کی تھی آپ نے صداقت، امانت، دیانت، عبادت، عورتوں، یتیموں، مسکینوں کے حقوق جیسے اہم پہلوؤں کے ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ کو پیش کیا۔ بعدہٗ مکرم فیروز الدین صاحب انور سیکرٹری مال نے ایک نہایت مدلل مضمون بعنوان رحمۃ للعالمین پڑھ کر سنایا اور مکرم محمد اسماعیل صاحب دہرہ نے نہایت مترنم آواز میں نظم پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

چوتھی تقریر مکرم چوہدری عبدالمتین شاہ صاحب آف بنگلہ دیش نے کی آپ نے انگریزی زبان میں تقریر کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع و اعلیٰ مقام کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منثور و منظوم کلام کی روشنی میں بیان کیا۔ آخر میں خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے عنوان پر تقریر کی۔ اور پھر آخر میں محترم صدر جلسہ نے وقت کی رعایت سے آنحضرت صلعم کے چیدہ چیدہ اوصاف حمیدہ بیان کئے۔ اور دعا کے بعد جلسہ کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔

مورخہ ۲۶ر فروری کو مسجد احمدیہ کلکتہ میں محترم سید نور عالم صاحب امیر جماعت کلکتہ کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد اسماعیل صاحب دہرہ نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا متن پڑھ کر سنایا بعدہٗ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے، مکرم فیروز الدین صاحب، مکرم منیر احمد صاحب بانی، مکرم چوہدری عبدالمتین شاہ صاحب اور خاکسار نے پیشگوئی کے پس منظر اور اُس کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی آخر میں صدر اجلاس نے حضرت مصلح موعودؓ کے اہم تاریخی واقعات بیان کئے بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

خاکسار۔ سلطان احمد ظفر مبلغ کلکتہ۔

۲- اٹارسی

جلسہ سیرت النبی صلعم مورخہ ۲۸/۲/۷۸ کو بعد نماز عشاء مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ اٹارسی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک مکرم محمد اسلم نے کی اور نظم عزیزم ریحان نے پڑھ کر سنائی۔ ابتدائی تقریر خاکسار کی تھی۔ خاکسار نے درود شریف اور چند اشعار پڑھنے کے بعد حضور اکرم صلعم کا بلند و ارفع مقام اور آپ کی سیرت کے چند پہلو بیان کئے۔ اس اجلاس کی صدارتی اور آخری تقریر محترم صدر جلسہ مکرم محمد فہیم صاحب نے فرمائی آپ نے احباب جماعت کو آنحضرت صلعم کا اُسوۂ حسنہ اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ ہذا میں پردہ کی رعایت سے مستورات نے بھی حصہ لیا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار۔ ایم عبدالمومن مبلغ سلسلہ اٹارسی۔

۳- دیورگ

مورخہ ۲۷ر فروری کو خاکسار کی صدارت میں جلسہ سیرت النبی صلعم کا انعقاد عمل میں آیا۔ اسی جلسہ میں پیشگوئی مصلح موعودؓ پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے ازاں بعد مکرم محمد اسماعیل صاحب نے آنحضرت صلعم کی بے نظیر قوت قدسیہ پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم اقبال احمد صاحب ٹیلر سیکرٹری مال نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی۔ پھر مکرم یونس احمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا متن پڑھ کر سنایا آخر میں خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد اجتماعی دعا جلسہ بخیر و خوبی ختم پذیر ہوا۔

خاکسار۔ ظفر اللہ سعیدی معلم وقف جدید دیورگ۔

۴- مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد

مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۷۸ء بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محترم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد نے کی۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم احمد عبدالباسط صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے پیشگوئی دربارۂ مصلح موعودؓ کا متن پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی پاکیزہ سوانح پر اختصار سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں محترم بشیر الدین الٰہ دین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت سکندرآباد نے حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی پر سوالات اور جوابات کی شکل میں ایک معلوماتی تقریر فرمائی۔ بعدہٗ مکرم محمد صادق صاحب سیکرٹری جائیداد حیدرآباد نے حضرت مصلح موعودؓ اور اشاعت قرآن مجید پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صدرِ جلسہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر مبسوط رنگ میں روشنی

(بقیہ صفحہ ہذا کالم ۲ پر دیکھئے)

(بقیہ صفحہ ہذا کالم ۳)

ڈالی۔ بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار۔ محمد عبدالقیوم قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد۔

۵- ہاری پاری گام

مورخہ ۲۰/۲/۷۸ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ ہاری پاری گام میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم زیر صدارت مکرم الحاج ولی محمد صاحب راتھر منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد یوسف صاحب شیخ نے رحمۃ اللعالمین کے موضوع پر اور آنحضرتؐ کا ظہور ضرورت زمانہ کے مطابق کے عنوان پر مکرم الحاج ولی محمد صاحب راتھر نے اور خاکسار نے آنحضرتؐ کی امن بخش تعلیم بنی نوع انسان کیلئے کے عنوان پر کی۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار۔ محمد عبداللہ فرخ مبلغ سلسلہ۔

معذرت:۔ مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے بھی جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلعم اور یوم مصلح موعودؓ کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں مگر بوجہ عدم گنجائش انکی اشاعت سے معذرت ہے صرف ناموں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کے اخلاص میں برکت عطا فرمائے آمین۔ ایڈیٹر بدر۔

جماعت احمدیہ پینگاڈی۔ مدراس۔ کیرنگ۔ ہاری پاری گام۔ لجنہ اماء اللہ بھدرواہ۔ راٹھ شیموگہ۔ کرڈاپلی۔ ناصرات الاحمدیہ کرڈاپلی۔

معجزات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از محترم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی

مرحوم میاں صاحب نے ۱۹۵۸ء کے جلسہ سالانہ ربوہ پر عنوان بالا سے ایک پُر از معلومات تقریر کی اس کا جو خلاصہ اخبار الفضل میں شائع ہوا اور اب مرحوم کی تازہ شائع شدہ سوانح حیات مؤلفہ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے میں شامل ہے اس سے لیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

معجزہ کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل معجزات کے متعلق بالعموم لوگوں کا تصور اسلامی نہیں رہا تھا محیر العقول اور عجیب وغریب واقعات کو ہی معجزہ تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر ایسے ہی واقعات کو معجزہ تصور کیا جائے تو پھر ایمان بالغیب کا مطلب ومقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اور ایمان نامزہ جاتا رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر معجزہ بر آہین امر ضروری ہوتے ہیں۔ (۱) وہ سنت اللہ کے مطابق ہو۔ (۲) اس میں خدائی ہاتھ صاف طور پر کام کرتا ہوا نظر آئے (۳) اس میں اخفاء کا کوئی نہ کوئی پہلو بھی موجود ہو۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں اگر اپنی انگلی اٹھاؤں اور میرے بالمقابل کوئی دوسرا انگلی نہ اُٹھا سکے تو یہ معجزہ ہوگا اس کی تشریح میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ معجزہ امر خارق عادت ہوتا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر کام انسانی طاقت کے باہر نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی فریق مخالف اس کی نظیر لانے سے قاصر رہتا ہے۔ جیسے مثلاً ہمارے آقا وسردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا معجزہ دیا گیا جس کی نظیر قرآن کریم کے چیلنج کے باوجود آج تک کوئی نہیں کرسکا۔

بعثت مسیح موعودؑ کا مقصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جب کہ علوم جدیدہ یعنی سائنس اور فلسفہ کی طرف سے اسلام پر شدید حملے ہو رہے تھے جن کی وجہ سے اور تو اور خود مسلمانوں کے قلوب میں بھی اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان نہ رہا تھا حالانکہ اسلام کا اوّلین مقصد ہی دلوں میں ذاتِ باری تعالیٰ پر یقین پیدا کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو زمانہ اور حالات کے مطابق ہی معجزے دئے جاتے ہیں جیسے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں سحر اور جادو وغیرہ کے علم کا بہت زور تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰؑ کو ایسے ہی معجزات عطا فرمائے جو اس کا توڑ ثابت ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت سب سے بڑی ضرورت یہی تھی کہ قلوب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وحقانیت پر اور قرآن کریم پر کامل یقین پیدا کیا جائے تا اسلام ایک زندہ حقیقت کے طور پر دُنیا میں قائم ہو جائے سو آپ کے معجزات کا مرکزی اور بنیادی مقصد یہی یقین پیدا کرنا تھا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد میں عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی۔

آٹھ عظیم الشان معجزے

اس موقعہ پر مرحوم میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آٹھ عظیم الشان معجزات تفصیلی طور پر بیان فرمائے جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) ۔ حضور علیہ السلام نے اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی صداقت وحقانیت کے ناقابل تردید دلائل پر مشتمل ایک عظیم الشان تصنیف براہین احمدیہ کے نام سے رقم فرمائی۔ آپ نے اس میں جو دلائل تحریر فرمائے ان کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا کہ جو شخص ان کا توڑ پیش کرے گا۔ مَیں ساری جائیداد اُس کی نذر کرونگا۔ گویا آپ نے صداقت اسلام کے اظہار کی خاطر اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔ لیکن پھر بھی آج تک کسی کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کتاب کی افادیت اور اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اہل حدیث کے چوٹی کے عالم جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہیں یقیناً متقدمین اور متاخرین کے تمام لٹریچر سے واقفیت تھی نے یہ اعتراف کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھ کر اسلام کی وہ خدمت کی ہے جس کی گزشتہ تیرہ سو سالوں میں نظیر نہیں ملتی۔

(۲) ۔ لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنے مذہب کی روشنی میں پانچ مقررہ سوالوں کا جواب پیش کریں اسلام کی طرف سے مسلمانوں کے اپنے علماء کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس میں شامل ہوئے حضور نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر قبل از وقت یہ اشتہار شائع فرمایا کہ میرا مضمون دوسرے تمام مضامین سے بالا اور غالب رہے گا۔ اور یہ اسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کا تحریر فرمودہ مضمون جب اس جلسہ میں پڑھا گیا تو دوست دشمن سب نے اعتراف واقرار کیا کہ فی الحقیقت حضور کا مضمون ہی بالا رہا ہے۔

(۳) ۔ پادری عبداللہ آتھم نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تو حضور نے فرمایا اس سے زیادہ میرے دل کو کھا جانے والی اور دکھ دینے والی اور کوئی بات نہیں ہوسکتی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جائے۔ حضور نے اعلان فرمایا کہ میرے خدا نے مجھے یہ بتایا کہ اگر آتھم نے حق کی طرف رجوع ظاہر نہ کیا تو اس پر عذاب نازل ہوگا۔ پہلے تو اُس نے کسی قدر حق کی طرف رجوع کیا جس کی وجہ سے وہ بچا رہا لیکن جب دوسروں کے اُکسانے پر اُس نے پھر بے باکی کا اظہار کیا تو الہام الٰہی کے مطابق ہلاک ہوگیا۔

(۴) ۔ امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی نے جب اسلام کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تو حضور نے اسے دعوتِ مباہلہ دی اور اعلان فرمایا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ نہایت ذلت اور بربادی کی حالت میں حضور کی زندگی میں ہلاک ہوا۔

(۵) ۔ پنڈت لیکھرام پشاوری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی آپؑ نے پیشگوئی فرمائی کہ وہ چھ سال کے عرصہ میں عید کے اگلے دن ہلاک ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ہلاکت کی پیشگوئی کا مقصد کیا تھا؟ مرحوم میاں صاحب نے واضح کیا کہ ہلاکت کی ان پیشگوئیوں سے مقصد محض یہ نہ تھا کہ اسلام کا دشمن ہلاک ہو۔ بلکہ اُن کے دو مقصد تھے اوّل یہ کہ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ زمین وآسمان کو پیدا کرنے والے خدا کو سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتنی غیرت اور جوش ہے۔ دوسرے اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت وعقیدت ہے۔ ویسے تو ہر مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل کی اس بارے میں جو کیفیت تھی اس کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ حضور کی آہ وبکا آسمان پر عرش الٰہی کو ہلا دیتی تھی اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی تھی۔

(۶) ۔ عقیدۂ تثلیث کے ردّ میں آپ نے جو ناقابل تردید دلائل وشواہد مہیا فرمائے اور پھر عملاً آپ کی جماعت آپکے مہیا فرمودہ علم کلام کی مدد سے اس عقیدہ کی تردید میں جو کامیاب جد وجہد کر رہی ہے وہ بھی آپؑ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

(۷) ۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت فرمایا اور اس طرح قرآنِ مجید کی زبان کی فوقیت وفضیلت کو ناقابلِ تردید دلائل کے ساتھ قائم فرمایا۔

(۸) ۔ آٹھویں نمبر پر آپ نے جماعت احمدیہ کی ترقی کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایمان افروز (تحریرات کا) حوالہ پیش کر کے فرمایا جماعت احمدیہ کی موجودہ ترقی اور خود ربوہ کی اس شور زار زمین میں ہمارا یہ عظیم الشان اجتماع حضور کا ایک زندہ معجزہ ہے جسے آپ سب مشاہدہ کر رہے ہیں۔

(سوانح حیات میاں عطاء اللہ صاحب ص۹۹ تا ص۱۰۱ بحوالہ الفضل ۱۹/۱ /۵۹ ص۵)

سالانہ اِجتماع ناصراتُ الاحمدیہ شیموگہ

مورخہ ۸-۱-۷۸ء کو ناصرات الاحمدیہ کا تقریری مقابلہ بمقام مسجد احمدیہ شیموگہ رکھا گیا۔ جلسہ کی صدارت محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ نے کی۔ جلسے کا آغاز عزیزہ قمر النساء کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اور حمد عزیزہ امۃ الرشید نے پڑھی۔ اس کے بعد تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ ججز کے فرائض محترمہ خورشید بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ۔ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ سیکرٹری تعلیم وتربیت اور خاکسارہ ساجدہ بیگم سیکرٹری ناصرات نے انجام دئے۔

معیار اوّل: ۔ عناوین (۱)۔ قرآن کریم کی تلاوت (۲)۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔

عزیزہ امۃ الرشید۔ اوّل۔ عزیزہ فضل النساء۔ دوم۔

معیار دوم: ۔ عناوین (۱)۔ آنحضرتؐ کا اسوۂ حسنہ۔ (۲)۔ مجھے اسلام کیوں پیارا ہے۔

عزیزہ بدر النساء۔ اوّل۔ عزیزہ گل ناز بیگم۔ دوم۔ عزیزہ لبشریٰ بیگم۔ سوم۔

معیار سوم A: ۔ عناوین (۱) سچائی (۲) دُعا ہی ہمارا ہتھیار ہے۔

عزیزہ زرینہ بیگم اوّل۔ عزیزہ یاسمین امۃ القدوس۔ اوّل۔ عزیزہ امۃ السمیع۔ اوّل۔ عزیزہ امۃ العلیم۔ دوم۔ عزیزہ فیض النساء۔ سوم۔

معیار سوم B: ۔ عنوان۔ سچائی۔

عزیزہ سیدہ مبارکہ۔ اوّل۔ عزیزہ مشتری بیگم۔ دوم۔

آخر میں صدر صاحبہ نے بچیوں کو نصائح کیں۔ اور بعد دُعا یہ اجتماع بخیر وخوبی ختم پذیر ہوا۔

خاکسارہ۔ ساجدہ بیگم سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ شیموگہ۔

جماعتِ احمدیہ کا دوسرے مسلمانوں سے فرق

(بقیہ صفحہ ۵)

اور ان کے چہروں سے اللہ اور اُس کے رسول کا عشق ٹپک رہا ہے۔

الغرض مسیح محمدی نے نہ صرف مردے ہی زندہ کئے بلکہ ایسے لوگ پیدا کر دئے ہیں جو خود بھی مردے زندہ کرنے والے ہیں۔ اور یہ سب فیض آپ کو اور جماعت احمدیہ کو حضرت محمد عربی صلعم خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ کُلّ برکۃٍ من محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک مَن عَلّم وتعلّم۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

مَیں آج جماعت احمدیہ کے دائمی اور مقدس مرکز قادیان کے اس مبارک جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے غیر احمدی مسلمان بھائیوں اور ان کے علماء کی خدمت میں بہت احترام کے ساتھ یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ اس امر پر غور فرمائیں کہ آپ نے احمدیت کی مخالفت اُس وقت شروع کی تھی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بستی میں اکیلے تھے اور قادیان سے باہر ان کی کوئی آواز نہ تھی۔ پھر آپ کی مخالفت بڑھتی چلی گئی آپ نے احمدیت کے خلاف کفر کے جو فتوے لگائے ان میں تیزی آتی چلی گئی۔ اور اتنی شدت آئی کہ آپ نے احمدی کہلانے والے ہر شخص پر عرصہ حیات کو تنگ کر دیا۔ احمدیت کے جُرم میں آپ نے جماعت احمدیہ کے افراد کا مسجدوں میں داخلہ بند کر دیا۔ ان کا بائیکاٹ کیا گیا انہیں ایذائیں دی گئیں۔ مقدمات چلائے گئے۔ احمدیوں کے مُردوں کو قبروں سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا رہا۔ لیکن اس سب کچھ کا نتیجہ کیا ہوا؟! ہم نے بڑے صبر کے ساتھ آپ کے تمام ظلم برداشت کئے بلکہ ظلم برداشت کر کے آپ کے لئے دعائیں کیں اس لئے کہ اسلام نے ہمیں یہی تعلیم دی تھی۔ اور ہمارے پیارے آقا نے ہمیں یہی نصیحت فرمائی تھی کہ

گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

پھر کیا واقعات کی دنیا میں یہ ایک واضح حقیقت نہیں ہے کہ آپ ہی میں سے نکل نکل کر سعید روحیں احمدیت کے قافلہ میں شریک ہوتی چلی گئیں۔ آپ کے پتھر آپ کی ماریں۔ اور آپ کی گالیاں کھا کھا کر احمدیت کا قافلہ اپنی منزلِ مقصود کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بڑھتا چلا گیا۔ بڑھتا چلا گیا۔ پنجاب کے حدود سے نکل کر ہندوستان کی آخری سرحدوں تک اور ان آخری سرحدوں سے نکل کر دنیا کے ہر ملک کی طرف بڑھا۔ ہتھیلیوں پر جانیں لئے۔ ہاتھوں میں قرآن لئے۔ اور دلوں میں عظمتِ محمدؐ کے گہرے جذبات لئے تبلیغ کے جذبوں سے سرشار ہو کر وہ قافلہ ہر قسم کی مشکلات کو عبور کرتا ہوا دنیا کے ہر ملک میں پہنچا۔ اور اسلام کے مخالفوں اور دشمنوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کراتا ہوا آگے ہی آگے۔ آگے ہی آگے۔ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور لاکھوں لاکھ سعید روحیں لامذہبیت اور عیسائیت سے نجات پا کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو چکی ہیں۔ اسلام کی سربلندی ہمارا نصب العین ہے۔ اسلام کو روحانی طور پر تمام دنیا میں غالب کرنا ہمارا انتہائی مقصود ہے۔ آپ نے ۹۰ سال تک ہر مخالفانہ حربہ آزما کر دیکھ لیا ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں ہمیشہ درخواست کرتے رہے کہ خدا کے لئے اس عظیم روحانی کام کی سرانجام دہی کے لئے اگر آپ ہمارے شریکِ کار نہیں بن سکتے تو خدا کے لئے کم از کم ہمارے راستے سے ہٹ جائیے اور ان زبانوں پر پہرے نہ لگائیے جو محمدؐ کی ثنا خوان ہیں۔ ان قلوب کو نہ ستائیے جن میں محمدؐ کا نام ایک جزو لاینفک کے طور پر جاگزیں ہے۔ ان قدموں کو نہ روکئے جو خدا و رسول کے نام کی سربلندی کے لئے اُٹھ رہے ہیں۔ ہم ہمیشہ یہ درخواست کرتے رہے اور آپ نے ہمیشہ اسے ٹھکرا دیا۔ آپ ۹۰ سالہ تجربہ کے بعد خدا کے لئے غور کیجئے کہ آپ کی غلطیں ہمارے جنون کا راستہ نہیں روک سکتیں۔ آپ جتنی زیادہ مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اتنی ہی زیادہ ترقی دیتا ہے اور یہ خدا کا فعل ہے۔ کیا کسی انسان میں یہ ہمت ہے کہ وہ خدا کے کاموں میں روک بن سکے۔ یقین کیجئے کہ یہ خدا کا کام ہے جو ہم کر رہے ہیں اور خدا ہماری پُشت پر ہے۔ اور جس کی پُشت پر خدا ہو وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوتا ہے۔

وہ دیکھئے! احمدیت کا قافلہ دنیا کے ہر ملک کی طرف رواں دواں ہے۔ وہ دیکھئے یورپ امریکہ ایشیا اور جزائر میں احمدیت کے خدام نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں جانثار پیدا کر دیئے ہیں اور آج طلوع ہوتے ہوتے سورج کی پہلی کرن جب زمین کے سینے پر مچلتی ہے تو وہاں احمدیہ مسجد موجود ہوتی ہے۔ نصف النہار کے وقت جب سورج آسمان کی بلندیوں پر مصروفِ سفر ہوتا ہے تو وہ ہر مقام پر احمدیہ مساجد کے مینار دیکھتا ہے اور احمدی مبلغوں کو تبلیغِ حق کرتے دیکھتا ہے۔ اور جب دنیا کے ایک حصے پر رات محیط ہو جاتی ہے۔ تو سورج کی آنکھ دنیا کے دوسرے حصوں میں احمدیت کی ترقیات کا نظارہ کر رہی ہوتی ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی خدا کی قسم بہت ہی جلد پوری ہونے والی ہے کہ

”دیکھو! وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دُنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶)

خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے زیر اہتمام وسیع پیمانہ پر تقسیم لٹریچر

۱۔ مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۷۸ء وائی ایم سی (Y.M.C.A) ہال میں عیسائیوں کا اجتماع تھا۔ جس کی کافی تشہیر کی گئی تھی۔ اور نمایاں رنگ میں ذکر تھا کہ اس میں ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں“ کے تعلق سے بھی اظہار خیال کیا جائے گا۔ چنانچہ خاکسار خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے ہمراہ وقت مقررہ پر Y.M.C.A ہال پہنچ گیا۔ کیونکہ بعض عیسائی صاحبان نے ہمیں مدعو کیا تھا کہ آپ شرکت کریں ہم آپ کو تقریر کرنے کا موقع دیں گے نیز سوال کرنے کا موقع بھی دیا جائے گا۔ لیکن جلسہ کے دوران جب ہم نے وقت مانگا تو ہماری درخواست کو مسترد کر دیا گیا۔ اور بعد جلسہ خدام نے وسیع پیمانہ پر لٹریچر تقسیم کیا۔

اس دوران ایک انگریز سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ جب ہماری گفتگو اس سے شروع ہوئی تو بہت سے افراد ہمارے ارد گرد جمع ہو گئے اور ہماری گفتگو کو دلچسپی سے سنا گیا۔ انگریز بھی متاثر ہوا اور ہمارے مشن ہال کا پتہ لے کر وعدہ کیا کہ وہ آئندہ اس تعلق سے ضرور تبادلہ خیالات کرے گا اسی طرح اور دو اصحاب نے جو بینک میں کام کرتے ہیں ہمارا پتہ حاصل کیا اور ہماری گفتگو سے متاثر ہوئے۔

۲۔ مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۷۸ء نمائش گراؤنڈ میں سیرت النبیؐ کا جلسہ ہوا جو کہ تعمیر ملت والوں کی طرف سے تھا۔ جس میں ہندوستان کے نامور علماء نے شرکت کی اور دو لاکھ کے قریب اجتماع تھا۔ خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے زیر اہتمام لٹریچر تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اور خدام نے موقع کی مناسبت سے غیر از جماعت افراد کو وسیع پیمانہ پر لٹریچر تقسیم کیا۔ اور مختلف دوستوں سے تبادلہ خیالات بھی ہوا۔ اور بعض نے ہمیں حقارت کی نظر سے بھی دیکھا لیکن زیادہ افراد نے بڑی ہی دلچسپی سے اور ذوق اور شوق سے ہمارا لٹریچر لیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری حقیر مساعی میں برکت دے اور سعید روحوں کو احمدیت کے آغوش میں لائے اور ہم خدام الاحمدیہ کو بہتر رنگ میں خدمتِ سلسلہ بجالانے کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار۔ محمد عبد القیوم قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد۔

اعلانِ نکاح

مکرم و محترم ڈاکٹر طارق احمد صاحب ابن مکرم جناب غلام مصطفیٰ صاحب آف چودہ کولاٹ CHOUDDA (KULAT) ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ کا نکاح محترمہ سیدہ امۃ العلیم صاحبہ بنت مکرم جناب سید محمد سرور صاحب آف سونگھڑہ ضلع کٹک حال مقیم بھوبنیشور۔ مبلغ چھ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم و محترم عبد الوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت ہائے احمدیہ گھانا نے گھانا کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۱۴ر جنوری ۱۹۷۸ء بعد نماز جمعہ سالٹ پانڈ میں پڑھایا۔ لڑکی کی طرف سے مکرم و محترم ڈاکٹر حمید احمد صاحب میڈیکل آفیسر احمدیہ ہسپتال آسوکورہ ولی تھے۔

محترم ڈاکٹر طارق احمد صاحب وہ پہلے ڈاکٹر ہیں جو ہندوستان سے نصرت جہاں سکیم کے تحت اپنے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمتِ بنی نوع انسان کے جذبہ سے سرشار ۲۶ر جون ۱۹۷۶ء کو گھانا تشریف لائے۔ اور آتے ہی احمدیہ ہسپتال آسوکورہ میں اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے۔ اور بڑی لگن۔ محبت و پیار سے خدمتِ بنی نوع انسان میں مصروف رہے۔ آپ شعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے انہیں گھانا (GHANA) فوری طور پر پہنچنے کا ارشاد موصول ہوا۔ تو اُن دنوں ان کی شادی کی بات چیت ہو رہی تھی۔ مگر اپنے آقا اور مقدس امام کے ارشاد کو مقدم جانا اور فوراً ہی گھانا پہنچ گئے۔ اور جس دن مکرم و محترم امیر صاحب نے انکے نکاح کا اعلان فرمایا اس سے صرف ایک دن قبل حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے انہیں ”سیرالیون“ جانے کا حکم ملا۔ اور ہمارے یہ بھائی اب سیرالیون کے لئے تیار ہیں۔

سب بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے استدعا ہے کہ وہ جانبین کے لئے اس رشتہ کے مبارک و مثمر بثمرات حسنہ ہونے کی دُعا فرمائیں نیز اللہ تعالیٰ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کے اخلاص و ایمانی جذبہ اطاعت و فراست اور جذبہ خدمتِ بنی نوع انسان میں بے انتہاء برکات و ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار۔ غلام احمد خادم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ویسٹرن ریجن گھانا۔

درخواستِ دُعا

مورخہ ۲ر مارچ کو محترم بابو محمد یوسف صاحب صدر جماعت احمدیہ جموں کو لقوہ کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے محترم بابو صاحب کے چہرہ پر اثر پڑا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ موصوف کو بلڈ پریشر کی بھی تکلیف ہے۔ احباب جماعت محترم بابو صاحب کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ خاکسار۔ محمد حمید کوثر مبلغ سلسلہ احمدیہ جموں۔

"وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت"

(بقیہ اداریہ صہ ۲)

اور وہ یہ کہ ابھی تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے اس سُتون کو پاش پاش کر دو پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ بھی یہ چاہتا ہے کہ اس سُتون کو ریزہ ریزہ کرکے یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

ایک طرف یہ ۸۷ سالہ علمی جدوجہد اور جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی عالمگیر سرگرمیاں ہیں۔ اور دُوسری طرف قدرتِ حق کی طرف سے ظاہر ہونے والے تائیدی نشانات ہیں جن میں سرِ فہرست خود مسیحیوں کے اپنے ہی علماء اور محققین کی طرف سے ایسی ریسرچ کا کیا جانا اور ایسی علمی کتب کا لکھا جانا جو اس قسم کے واضح عنوانات پر مشتمل ہیں کہ "یسوع مسیح خُدا نہ تھے۔" "یسوع مسیح صلیب پر ہرگز ہلاک نہیں ہوئے۔" (بلکہ زندہ اُتار لئے گئے اور لمبے سفر کے بعد آپ کشمیر وغیرہ علاقوں میں گئے۔ اور لمبی عُمر پائی۔) دوسری طرف خود مسیحیت پر عامۃ الناس کا یقین دن بدن اُٹھتا جا رہا ہے۔ برطانیہ میں کئی گرجے فروخت ہو چکے ہیں۔ مسیحی عقائد کی گوناگوں خامیوں کے سبب مسیحی علاقوں میں گناہوں اور معاصی کا سیلاب آچکا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ اس مذہب ہی سے متنفر ہو رہے ہیں۔ اور سچی روحانیت کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اب مسیحیت کے قدم اُکھڑ چکے ہیں۔ ٹھیک اس وقت اسلام کے قدم ان علاقوں میں مضبوط ہو رہے ہیں۔ احمدی مبلغین کے ذریعہ اندر ہی اندر ایک نیا اور پُر امن رُوحانی انقلاب آرہا ہے۔

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آج سے پَون صدی قبل اپنے مشن میں کامیاب و کامران ہونے کی عظیم الشان بشارت سُناتے ہوئے بطور پیشگوئی متنبہ فرمایا:۔

"اے لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام مُلکوں میں پھیلا دے گا اور حُجّت اور بُرہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا وہ دِن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خُدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدُوم کرنے کی فکر رکھتا ہے، نامُراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ــــ!! .....

مسیح موعُود کا آسمان سے اُترنا محض جھُوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجُود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خُدا اُن کے دِلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دُنیا دُوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا ــــ تب دانشمند یک دفعہ اِس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دِن سے پُوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مُسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھُوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

ضروری اِعلان

جُملہ احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض احباب دُعا وغیرہ کے خطوط لکھتے وقت اپنا ایڈریس لکھنا بھُول جاتے ہیں۔ جس سے دفتر کو جواب دینے میں دُشواری پیش آتی ہے۔ بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ احباب آئندہ خط لکھتے وقت اپنا پُورا اور خوشخط ایڈریس ضرور لکھا کریں۔ تاکہ دفتر کو سہولت رہے۔ اور اُن کے خط کا جواب بھی دیا جا سکے۔ امید ہے کہ احباب آئندہ اِس امر کا خیال رکھیں گے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

اِظہارِ تشکّر و درخواست دُعا

میرے دیور مکرم معین الحق صاحب کو محض خدا تعالیٰ کے فضل اور بزرگوں کی دُعاؤں سے ٹاٹا کمپنی میں سروس مل گئی ہے۔ جن احباب نے اس سروس کے لئے کوشش کی ہے اُن سبھی کے ہم تہِ دل سے ممنون ہیں۔ اس خوشی کے موقعہ پر میرے خسر محترم سید ظہیر الحق صاحب نے درویش فنڈ میں پچاس روپے، شکرانہ فنڈ میں پچاس روپے، شادی فنڈ میں پچیس روپے، اعانتِ بدر میں پچیس روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاہُ اللہ تعالیٰ۔

احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ میرے دیور صاحب کو نمایاں کامیابی کے ساتھ نیکی تقویٰ اور بہتر مستقبل والی لمبی عمر عطا فرمادے۔ آمین۔ نیز میرے شوہر محترم سید نصیر الحق صاحب کے کاروبار میں ترقی اور تمام پریشانیوں اور مشکلات کے ازالہ کے لئے احبابِ جماعت و بزرگانِ کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: امۃ العزیز فضل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ
جمشید پور (بہار)

VARIETY CHAPPAL RODUCTS KANPUR.
PHONES:- 52325/52686 P.P.
پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل اور زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز ◄
ویرائٹی چپل پروڈکٹس
۲۹/۴۲ مکھنیا بازار۔ کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS — 600004.
PHONE NO. 76360.

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان کارناموں کی ایک جھلک

از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

(۱) قرآن کریم کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

(ایک) خیال مسلمانوں میں یہ پیدا ہو گیا تھا کہ قرآن کا ایک حصہ منسوخ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا جواب نہایت لطیف پیرایہ میں دیا۔ اور وہ اس طرح کہ جن آیات کو لوگ منسوخ قرار دیتے تھے، اُن میں سے ایسے ایسے معارف بیان فرمائے جن کو سُن کر دُشمن بھی حیران ہو گئے۔ سو آپ کے بتائے ہوئے اُصول کے مطابق ایک آیت بھی قرآن کریم کی ایسی نہیں جس کی ضرورت ثابت نہ کی جاسکے۔ اور اب وہی غیر احمدی جو بعض آیات کو منسوخ کہتے تھے، دُشمنانِ اسلام کے سامنے انہی آیات کو پیش کر کے اسلام کی برتری ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ کی آیت جسے منسوخ کہا جاتا تھا، اب اُسی کو مخالفین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

دوسری غلطی قرآن کریم کے متعلق لوگوں کو یہ لگ رہی تھی کہ اکثر حصہ مُسلمانوں کا یہ خیال کرتا تھا کہ اس کے معارف کا سلسلہ پچھلے زمانہ میں ختم ہو گیا ہے۔ اِس وہم کا ازالہ بھی آپ نے کیا۔ اور اس کے خلاف بڑے زور سے آواز اُٹھائی۔ اور ثابت کیا کہ نہ صرف یہ کہ پچھلے زمانہ میں اِس کے معارف ختم نہیں ہوئے۔ بلکہ آج بھی ختم نہیں ہوئے اور آئندہ بھی ختم نہ ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں:۔ ”جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحفِ مطہرہ کا ہے۔ تا خدا تعالیٰ کے قول وفعل میں مطابقت ثابت ہو“ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۵ تا صفحہ ۳۱۳) چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں جو اِس زمانہ کے متعلق تھیں اور جنہیں پہلے زمانہ کے لوگ نہیں سمجھتے تھے، آپؑ نے قرآن کریم سے نکال کر سمجھائیں۔ مثلاً اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ کی پیشگوئی تھی۔ اِس کے معنے پہلے لوگ یہی کرتے تھے کہ قیامت کے دن لوگ اونٹوں پر سوار نہ ہوں گے۔ مگر قیامت کو اُونٹنی کیا کوئی چیز بھی کام نہ آئیگی بات یہ ہے کہ چونکہ یہ کلام پیشگوئی پر مشتمل تھا اور اس زمانہ کے لوگوں کے سامنے وہ حالات نہ تھے جو اس کے صحیح معنے کرنے میں مُمد ہوتے اِس لئے اُنہوں نے اِسے قیامت پر چسپاں کر دیا۔ اصل میں یہ آخری زمانہ کے متعلق خبر تھی کہ اُس وقت ایسی سواریاں نکل آئیں گی کہ اُونٹ بیکار ہو جائیں گے۔

(تیسری) غلطی لوگوں کو یہ لگ رہی تھی کہ قرآن کریم کے مضامین میں کوئی خاص ترتیب نہیں ہے۔ وہ یہ نہ مانتے تھے کہ آیت کے ساتھ آیت اور لفظ کے ساتھ لفظ کا جوڑ ہے بلکہ وہ بسا اوقات تقدیم و تاخیر کے نام سے قرآن کریم کی ترتیب کو بدل دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس خطرناک نقص کا بھی ازالہ کیا۔ اور بتایا کہ تقدیم و تاخیر بیشک جائز ہوتی ہے مگر کوئی یہ بتائے کہ کیا صحیح ترتیب سے وہ افضل ہو سکتی ہے؟ اگر ترتیب تقدیم و تاخیر سے اعلیٰ ہوتی ہے تو قرآن کی طرف ادنیٰ بات کیوں منسوب کرتے ہو۔

(چوتھی) غلطی یہ لگ رہی تھی کہ بعض لوگ سمجھتے کہ قرآن کریم کے بہت سے دعوے بے دلیل ہیں۔ اُنہیں دلائل سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مُسلمان کہتے قرآن چونکہ اللہ کا کلام ہے، اِس لئے اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اُسے ہم مانتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ کہتے یہ بے ہودہ باتیں ہیں۔ انہیں ہم کس طرح مان سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ قرآن کریم کا ہر ایک دعویٰ دلائلِ قاطع اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور قرآن اپنے ہر دعویٰ کی دلیل خود دیتا ہے۔ اور فرمایا یہی بات قرآن کریم کو دوسری الہامی کتب سے ممتاز کرتی ہے۔ تم کہتے ہو قرآن کی باتیں بے دلیل ہیں۔ مگر قرآن میں یہی خصوصیت نہیں کہ اس کی باتیں دلائل سے ثابت ہو سکتی ہیں۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی باتوں کے دلائل خود دیتا ہے۔ وہ کتاب کامل ہی کیا ہو گی جو ہمارے دلائل کی محتاج ہو۔ بات خُدا بیان کرے اور دلائل ہم ڈھونڈیں۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہوئی جیسے راجوں، مہاراجوں کے درباروں میں ہوتا ہے کہ جب راجہ صاحب کوئی بات کرتے ہیں تو اُن کے مصاحب ہاں جی، ہاں جی کہہ کر اس کی تائید و تصدیق کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا کہ قرآن کریم کا کوئی دعویٰ ایسا نہیں ہے جس کی دلیل بلکہ دلائل خود اُس نے نہ دیئے ہوں۔ اور اِس مضمون کو آپؑ نے اس وسعت سے بیان فرمایا ہے کہ دُشمنوں پر اس کی وجہ سے ایک موت آگئی ہے۔

(۲) عبادات کے متعلق اصلاح

(ایک) غلطی لوگوں کو یہ لگی ہوئی تھی کہ وہ نماز میں دُعا کرنا بھول گئے تھے۔ سُنّیوں میں تو نماز میں دُعا کرنا گویا کُفر سمجھا جاتا تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ نماز پڑھ چکنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے جب اس بات کا ذکر آتا تو آپ ہنستے اور فرماتے اِن لوگوں کی تو ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے مگر وہاں چُپ چاپ کھڑا رہ کر واپس آجائے۔ اور جب دربار سے باہر آجائے تو کہے حضورؐ مجھے یہ کچھ دلا دیا جائے وہ کچھ دلا دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دُعا نماز میں کرنی چاہیئے۔ اور اپنی زبان میں کرنی چاہیئے تاکہ جوش پیدا ہو۔

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ ظاہری عبادت کافی ہے۔ ہاتھ میں تسبیح پکڑ لی اور بیٹھ گئے۔ اُن لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ مَیں نے ایک کتاب دیکھی ہے جس میں لکھا تھا اگر کوئی فلاں دُعا پڑھ لے تو سارے صُلحاء کی نیکیاں اُسے مل جائیں گی۔ اور سب گناہ گاروں کے برابر گُناہ اگر اس نے کئے ہوں تو وہ بخشے جائیں گے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہو انہیں روزانہ نمازیں پڑھنے کی کیا ضرورت محسوس ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ جسم تو گھوڑا ہے اور رُوح اُس پر سوار ہے تم نے گھوڑے کو پکڑ لیا اور سوار کو چھوڑ دیا۔ ظاہری عبادتیں تو رُوحانی پاکیزگی کا ذریعہ ہیں اس لئے قلبی پاکیزگی پیدا کرو جو اصل مقصود ہے۔“

(حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے صفحہ ۶۳ تا ۶۷ و ۱۱۵ و ۱۱۶)